Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامۂ اردو

ریویو آف ریلیجنز

(قادیان)

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر

مرتبہ

عبد القدیر نیاز

بابت ماہ شعبان ۱۳۶۳ھ مطابق ماہ اگست ۱۹۴۴ء

ماہ ظہور ۱۳۲۳ ہش

جلد ۴۳ عدد ۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کلام الامام اِمام الکلام

جب غم دیا ہے ساتھ کوئی غمگسار دے

(حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تازہ کلام)

وہ یار کیا جو یار کو دل سے اتار دے
وہ دل ہی کیا جو خوف سے میدان ہار دے

اِک پاک صاف دل مجھے پروردگار دے
اور اس میں عکس حُسنِ ازل کا اُتار دے

وہ سیم تن جو خواب میں ہی مجھکو پیار دے
دل کیا ہے بندہ جان کی بازی بھی ہار دے

افسُردگی سے دل مرا مُرجھا رہا ہے آج
اے چشمۂ فیوض، نئی اک بہار دے

دُنیا کا غم اِدھر ہے اُدھر آخرت کا خوف
یہ بوجھ میرے دل سے الٰہی اُتار دے

مسند کی آرزو نہیں، بس جوتیوں کے پاس
درگہ میں اپنی مجھ کو بھی اک بار بار دے

گذری ہے ساری عمر گناہوں میں اے خدا!
کیا پیشکش حضور میں یہ شرمسار دے

وحشت سے پھٹ رہا ہے مرا سر مرے خدا
اس بے قرار دل کو ذرا تو قرار دے

تُو بارگاہِ حُسن ہے مَیں ہوں گدائے حُسن
مانگوں گا بار بار مَیں تُو بار بار دے

دن بھی اُسی کے، راتیں بھی اُس کی جو خوش نصیب
آقا کے دَر پہ عُمر اپنی گذار دے

دِل چاہتا ہے جان ہو اسلام پر نثار
توفیق اس کی اے مرے پروردگار دے

میرے دل و دماغ پہ چھا جا او خوبرو
اور ماسوا کا خیال بھی دل سے اُتار دے

ممکن نہیں کہ چین ملے وصل کے سِوا
فُرقت میں کوئی دل کو تسلی ہزار دے

کیسے اُٹھے وہ بوجھ جو لاکھوں پہ بار ہو
جب غم دیا ہے ساتھ کوئی غمگسار دے

ہے سب جہاں سے جنگ سہیڑی ترے لئے
اب یہ نہ ہو کہ تو ہمیں دل سے اُتار دے

تنگ آ گیا ہوں نفس کے ہاتھوں سے میری جاں
جلد آ اور آکے اِس مرے دشمن کو مار دے

بچھڑے ہوؤں کو جنّتِ فردوس میں مِلا!
جسرِ صراط سے بہ سہولت گذار دے

(قادیان ۲۵ وفا جولائی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

(ماہنامہ اردو)

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۳ | ماہ شعبان ۱۳۶۳ھ مطابق ماہ اگست ۱۹۴۴ء | عدد ۸

فہرست مضامین

پیغامی تحریک۔ صہ ۲	از جناب سید احمد علی صاحب سیالکوٹی مولوی فاضل۔
شیعہ تحریک۔ صہ ۲۴	از جناب خورشید احمد صاحب شاد مولوی فاضل۔
مرکز سلسلہ قادیان۔ اسکی اہمیت اور ضرورت صہ ۳۱	از جناب عبدالحی صاحب واقف زندگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی تحریک

(از جناب سید احمد علی صاحب سیالکوٹی مولوی فاضل)

ا۔ مسئلہ نبوّت!

جماعت احمدیہ اور اہل پیغام کے درمیان جو اختلافات ہیں ان میں سے "مسئلہ نبوت" کی نسبت مولوی محمد علی صاحب جو اہل پیغام کے لیڈر اور "پریذیڈنٹ" ہیں، لکھتے ہیں کہ:۔

"ہمارے درمیان جو اختلافِ مسائل ہے۔ اس کی اصل جڑھ مسئلہ نبوت ہے۔"

(ٹریکٹ ۳ر مئی ۱۹۱۵ء)

اِس بارہ میں مَیں غیر مبایعین کا اختلاف کے بعد کا عقیدہ پیش کرتا ہوں۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"دوئم جو شخص اِس اُمت میں سے دعویٰ نبوت کرے وہ کذّاب ہے۔ سوئم نبوت تشریعی اور غیر تشریعی یکساں بند ہیں۔" (النبوۃ فی الاسلام ص۱۱۵ مطبوعہ ۱۹۱۵ء)

مگر ہمارا یعنی جماعت احمدیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ مسئلہ نبوت کے بارہ میں غیر مبایعین نے مارچ ۱۹۱۴ء کے بعد اپنے عقیدہ میں تبدیلی کر لی ہے۔ اور اس سے قبل جیساکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے بھی ثابت ہے، اکابر غیر مبایعین وہی کچھ مانتے رہے۔ جو ہم اب تک مان رہے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہم تو مارچ ۱۹۱۴ء کے بعد بھی انہی عقائد پر قائم رہے جو پہلے تھے، مگر غیر مبایعین ان سے پھر گئے ہیں۔

(الف) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان دربارہ نبوّت:۔

قرآن سے استدلال

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چونکہ خدا اور اسکے رسولؐ کی طرف سے حَکم وعدل قرار دیا گیا ہے، اس لئے آپؑ کے ماننے والوں کے مابین ہر اختلافی مسئلہ میں حضورؑ کا فرمان ہی فیصلہ کن امر ہو سکتا ہے۔ سو حضرتؑ فرماتے ہیں:۔

(۱) "سنت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے آتا ہی نہیں۔ جیساکہ قرآن شریف میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا پھر یہ کیا بات ہے، کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبتناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے غافلو! تلاش تو کرو۔ شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی **نبی** قائم ہو گیا ہو جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۹ مرقومہ ۱۹۰۶ء)

(۲) "اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے۔ کیونکہ خدا کے **نبی** اس کی صور ہوتے ہیں۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۷۷ مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

(۳) "یہ آیت (وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ۔ ناقل) آخری زمانہ میں **ایک نبی** کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام **اصحاب رسول اللہ** رکھا جائے، جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے تھے۔ جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

ان تینوں حوالوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید سے مسیح موعود کے نبی و رسول ہونے کا ثبوت پیش فرمایا۔ اور اپنے آپ کو اس کا مصداق ٹھہرایا ہے۔

صُحفِ انبیاءؑ و احادیث

قرآن کریم کے علاوہ صحفِ انبیاءؑ اور احادیث میں بھی مسیح موعود کے نبی و رسول ہونے کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس طرف ہماری راہنمائی کی اور فرمایا:۔

"صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانیئل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت **نبی** کا لفظ بولا گیا ہے۔" (اربعین ۳ صفحہ ۳ حاشیہ صفحہ ۲۵۔ و ضمیمہ تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۲۴۔ جو دونوں ۱۹۰۰ء میں لکھی گئیں)

الہامات

علاوہ قرآن کریم و صحفِ انبیاءؑ و احادیث کے خدا کے اس کلام کی شہادت ہے، جو مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوا۔ اس میں بھی آپؑ کو نبی اور رسول قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

(۱) "عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو جو الہام ہوا ہے، اکثر دفعہ ان میں **رسول** یا **نبی** کا لفظ آگیا ہے۔ جیسا کہ یہ الہام ہُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ودین الحق .... اور جیسا کہ یہ الہام ہوا۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء اور جیسا کہ الہام ہوا۔ **دُنیا میں ایک نبی آیا** مگر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ ایسے ہی بہت سے الہام ہیں جن میں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے۔" (خط حضرت اقدس مندرجہ الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء صفحہ ۶)

(۲) ۸ فروری ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا۔ "زمین کہتی ہے یا نبی اللہ کنت لا اعرفك اے اللہ کے نبی میں تجھے نہیں پہچانتی تھی۔" (اخبار بدر ۹ فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ و حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۱)

(۳) جلسہ سالانہ ۱۹۰۷ء کے ایام میں جبکہ بعض مہمان بھوکے رہ گئے تھے حضور کو الہام ہوا:۔

"یاایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر۔ اے نبی بھوکوں اور سوالیوں کو کھانا کھلاؤ۔" (اخبار بدر ۹ جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۱)

اپنی تحریرات

قرآن کریم، صحف انبیاء، احادیث اور اپنے الہامات کے بعد حضور کی تحریرات سے بھی ثابت ہے کہ آپ نبی و رسول تھے۔ فرماتے ہیں:۔

(۱) "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔" (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۲)

(۲) "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں، اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کرسکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک جو اِس دُنیا سے گذر جاؤں۔" (خط بنام اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء از اخبار بدر ۱۱ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۰)

پھر اسی پر بس نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے اِس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷ مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

مگر افسوس! کہ اہلِ پیغام کے نزدیک اِس قدر نشانات کے باوجود حضور کی اپنی نبوت ان سے ثابت نہیں ہوتی۔ تلك اذا قسمة ضيزى

ازالۂ شبہ

غیر مبایعین مغالطہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض ایسی عبارتیں پیش کیا کرتے ہیں کہ جن میں حضور نے نبوت سے انکار کیا ہے۔ سو اس کے لئے حضور کا اپنا یہ جواب یاد رکھنا چاہئے۔ جو کہ دونوں قسم کی تحریرات میں تطبیق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دینے والا ہے - فرماتے ہیں :-

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے، صرف اِن معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں - مگر اِن معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے، رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے - اس طور کا نبی کہلانے سے مَیں نے کبھی انکار نہیں کیا - بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے - سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا -" (ایک غلطی کا ازالہ نومبر ۱۹۰۱ء)

حضورؑ کی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ نبی تین قسم کے ہوتے ہیں - (۱) صاحب شریعت نبی جیسے موسیٰ علیہ السلام (۲) مستقل نبی جو بغیر شریعت کے آتے ہیں اور بغیر کسی نبی کی اتباع کے مقام نبوت ان کو دیا جاتا ہے جیسے حضرت ہارونؑ وغیرہ - (۳) اور تیسرے وہ جو کسی نبی کی طفیل و فیض سے مقام نبوت پائیں - یعنی اُمتی نبی -

اور چونکہ ایسے فیض عام والے کامل نبی دُنیا میں صرف خاتم النبیین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہوئے ہیں اس لئے اِس تیسری قسم کی نبوت صرف آپ کی اُمت میں حضرت مسیح موعودؑ کو حاصل ہوئی ہے - کیونکہ خاتم النبیین کے معنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں یہ ہیں کہ :-

خاتم النبیینؐ کے معنی !

"آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے - اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی"

(حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۹۷ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

مولوی محمد علی صاحب کا سابقہ و موجودہ عقیدہ

ان تصریحات کے بعد مناسب ہے

جو یہ بھی بتا دیا جائے کہ یہی چیز غیر مبایعین کے اکابر بھی مانتے تھے - چنانچہ جناب مولوی محمد علی صاحب اھدنا الصراط المستقیم کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ :-

(۱) اگر خدا وہ مدارج جو منعم علیہ لوگوں کو ملے کسی دوسرے کو دے سکتا ہی نہ تھا - تو پھر ہمیں یہ دُعا سکھلانے کے کیا معنی ؟ مخالف خواہ کوئی ہی معنے کرے، مگر ہم تو اسی بات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر قائم ہیں کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے ۔ صدیق بنا سکتا اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے ۔ مگر چاہیئے مانگنے والا ۔" (اخبار الحکم ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

(۲) ۱۳ مئی ۱۹۰۴ء کو مولوی محمد علی صاحب نے عدالت میں یہ حلفیہ بیان دیا کہ :-

"مرزا صاحب ملزم مدعیٔ نبوت ہے ۔"

(۳) پھر ۱۶ جون ۱۹۰۴ء کو بیان میں حلفاً کہا کہ :-

"مرزا صاحب دعویٰ نبوت کا اپنی تصانیف میں کرتے ہیں ۔ یہ دعویٰ نبوت اس قسم کا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن کوئی نئی شریعت نہیں لایا ۔ ایسے مدعی کا مکذب قرآن شریف کی رُو سے کذاب ہے ۔"

مگر افسوس ! کہ مارچ ۱۹۱۴ء کے بعد یہی مولوی صاحب اپنے قلم سے تحریر کرتے ہیں کہ "جو شخص اس اُمت میں سے دعوئے نبوت کرے وہ کذاب ہے ۔ سوئم نبوت تشریعی اور غیر تشریعی یکساں بند ہیں ۔"

(النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۱۵)

اِن تمام بیانات سے ظاہر ہے کہ ۱۹۰۸ء تک جو عقیدہ جماعت احمدیہ کا نبوت کے بارہ میں تھا غیر مبایع تو اس سے انحراف کر گئے ہیں مگر ہم اس پر قائم ہیں ۔

۲۔ کفر منکرین کا مسئلہ

مسئلہ نبوت کے بعد جناب مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں :-

"اسی مسئلہ نبوت پر مسئلہ تکفیر اہلِ قبلہ کی بھی بُنیاد ہے ۔" (دیباچہ النبوۃ فی الاسلام صفحہ ا مطبوعہ ۱۹۱۵ء)

سو جب قرآن کریم ، صُحفِ انبیاء ، احادیث ، الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تحریرات حضرت اقدسؑ کے علاوہ مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نبی و رسول ہونا ثابت ہو گیا تو لازماً یہ بات بھی صاف ہو گئی کہ آپؑ کے منکرین یقیناً اسی طرح کافر ہیں جیسے پہلے نبیوں کے منکر کافر ہیں ۔ تاہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فیصلہ بھی پیش کر دیا جاتا ہے ۔

الہامات :- سب سے پہلے تو اس بارہ میں خدائی فیصلہ ہے ۔ کہ آپؑ کے الہامات میں منکرین کو کافر کہہ کے پکارا گیا ہے ۔ مثلاً :-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱) "جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الٰی یوم القیامۃ" (الاستفتاء عربی صفحہ ۸۲)

(۲) "قل جاءکم نور من اللہ فلا تکفروا" (ایضاً صفحہ ۸۱)

(۳) "قل یا یہا الکفار انی من الصادقین" (ایضاً صفحہ ۸۴)

اِن الہامات میں آپؑ کے منکرین کو کافر کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔

تحریرات :۔ پھر تحریرات حضرتؑ کی بھی ملاحظہ ہوں۔ فرماتے ہیں :۔

(۱) "خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لیئے اور اپنے نور کے غلبہ کے لئے ایک مظہر اختیار کیا۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا۔ پس مَیں وہی مظہر ہوں۔ پس ایمان لا اور کافروں میں سے مت ہو۔" (خطبۃ الہامیہ صفحہ ۱۷۷/۱۷۸ مطبوعہ سن ۱۹۰۰ء)

(۲) پھر آئینہ کمالاتِ اسلام مطبوعہ ۱۸۹۳ء (صفحہ ۲۵۶) میں تو فرماتے ہیں کہ :۔

"مَیں جانتا تھا کہ مسلمانوں سے ملاعنہ جائز نہیں۔ مگر اب مجھ کو بتلایا گیا کہ جو مسلمان کو کافر کہتا ہے اور اس کو اہلِ قبلہ اور کلمہ گو اور عقاید اسلام کا معتقد پاکر پھر بھی کافر کہنے سے باز نہیں آتا وہ خود دائرہ اسلام سے خارج ہے"

اور دوسری طرف حقیقۃ الوحی مطبوعہ ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۶۳ کی عبارت کو پڑھیں۔ فرمایا :۔

"یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔"

اس سے ظاہر ہے کہ کفر کا فتوٰی آپؑ پر لگانے والے اور نہ ماننے والے دونوں ایک ہی قسم میں داخل ہونے کی وجہ سے خود کافر بلکہ آئینہ کمالاتِ اسلام کے رُو سے "دائرہ اسلام سے خارج" ہیں۔

(۳) پھر ایک خط میں ۶ر دسمبر ۱۹۰۱ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"**مسیح موعود کا آنا جو بغیر قید نزول کے ہے وہ ضرور ایمانیات میں داخل ہے۔** کیونکہ نہ وہ محض حدیث سے بلکہ قرآن سے ثابت ہے۔ اس لئے **اسکا انکار کفر ہے۔ اور جو شخص اس اُمت کے آخری مسیح کا منکر ہے وہ قرآن کا منکر ہے۔** اور گو عیسٰے کا آنا آسمان سے حقیقت اسلام سے کچھ تعلق نہیں رکھتا مگر اس اُمت میں سے آخری زمانہ میں ایک مسیح خاتم الخلفاء پیدا ہونا اسلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے تعلق رکھتا ہے۔ بلکہ جزو اسلام کا ہے۔ کیونکہ اس کے انکار سے سورہ نور کا تمام بیان باطل ٹھہرتا ہے۔" (اخبار الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۹- یہ ورق ورلائی ۱۷ دسمبر کے پرچہ میں ہے)

اس عبارت میں صاف طور پر مسیح موعود کے انکار کو کفر قرار دیا گیا ہے۔

(۴) پھر ایک شخص کے اعتراض کے جواب میں ۱۹۰۳ء میں حضورؑ تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"رہی یہ بات کہ ایسا شخص جو نماز پڑھتا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے۔ وہ مسیح موعود کے نہ ماننے سے ایماندار ہے یا کافر؟ اس کا جواب یہی ہے کہ خدا کے احکام میں سے کسی حکم کو بھی **نہ ماننا موجب کفر ہے** .... **اسی طرح مسیح موعود سے انکار کرنا اس وجہ سے کفر ہے** کہ اس میں خدا اور رسولؐ کے وعدہ اور متواتر پیشگوئی سے انکار ہے۔" (البدر ۲۶ جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۸۱)

(۵) ۱۹۰۶ء میں ڈاکٹر عبدالحکیم خاں مرتد پٹیالوی کو تحریر فرمایا۔ کہ :-

"خدا تعالےٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے، کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے **وہ مسلمان نہیں ہے** اور خدا کے نزدیک قابل مؤاخذہ ہے۔" (الذکر الحکیم ۴ صفحہ ۲۳ نیز حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

(۶) حقیقۃ الوحی مطبوعہ ۱۹۰۷ء میں تحریر فرماتے ہیں :-

"یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے۔ پھر جبکہ قریباً دو سو مولوی نے مجھے کافر ٹھہرایا اور میرے پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا۔ اور انہیں کے فتویٰ سے یہ بات ثابت ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اور کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ تو اب اس بات کا سہل علاج ہے کہ اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں ہیں تو ان کو چاہئے کہ ان مولویوں کے بارہ میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شایع کر دیں کہ یہ سب کافر ہیں کیونکہ انھوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ تب میں ان کو مسلمان سمجھ لوں گا بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جائے، اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں۔" (صفحہ ۱۶۴، ۱۶۵)

یہ حوالہ نہایت واضح، صاف اور فیصلہ کن ہے۔ پس جب تک غیر احمدی لوگ حضرتؑ پر فتوے دینے والوں کے کفر کا اشتہار نہ دیدیں تب تک حضورؑ ان کو ہرگز مسلمان نہیں سمجھتے۔ "یہ سہل علاج" حضورؑ نے بارہا الحکم اور بدر اخبار میں بھی پیش کیا ہے۔ مگر آجتک اس طریق کو کسی نے اختیار نہیں کیا اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ اہلِ پیغام ہی غیر احمدیوں سے ایسا اشتہار دِلوا سکے ہیں، جو اُن کے مسلمان ہونے پر بڑا زور دیتے اور نہ آئندہ ایسا اشتہار دلوا سکیں گے۔

جماعت کا عقیدہ :-

گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے بعد جماعت کے کسی آدمی کی شہادت کی ضرورت نہیں رہتی، تاہم اس امر کے صاف کرنے کے لئے کہ ان تحریرات سے جماعت بھی یہی سمجھتی تھی کہ آپ کے منکر کافر ہیں - ذیل میں چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں - (۱) حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"اگر اسرائیلی مسیح رسول کا منکر کافر ہے تو محمدی مسیح رسول کا منکر کیوں کافر نہیں"۔ (الحکم ۲۴ اگست ۱۹۰۸ء صفحہ ۳)

(۲) حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ کی نسبت اُنکی وفات پر جو مرثیہ کہا گیا جسے حضرت مسیح موعودؑ نے پسند فرمایا اسمیں لکھا ہے کہ ؎

مسیحا کو جو مانے اسکو وہ مومن سمجھتا تھا ٭ مسیحائی کا منکر شخص نزدیک اسکے کافر تھا

(اخبار الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۶ - بدر ۹ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۷)

(۳) اخبار بدر مورخہ ۹ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۷ پر یہ سوال کیا گیا کہ :-

"حضرت مرزا صاحبؑ کو مسیح موعود نہ ماننے والے کو کافر کہنا چاہیئے ؟"

جواباً صفحہ ۸ پر شایع ہوا کہ :-

"خدا تعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لانا شرائطِ اسلام میں داخل ہے - ایک شخص آدمؑ سے لیکر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تک سب پر ایمان لاتا ہے، درمیان میں سے ایک رسول کو بالفرض مسیح ابن مریمؑ ہی سہی نہیں مانتا - کہتا ہے وہ تو کافر تھا - بتلاؤ وہ شخص یہودی کہلائے گا یا مسلمان - حضرت مرزا صاحبؑ بھی اللہ تعالیٰ کے **رسولوں** میں سے ایک **رسول** ہیں - جو خدا کے رسولوں میں سے ایک کا انکار کرتا ہے اُس کا کیا حشر ہوگا آپ ہی بتلایئے مگر انصاف شرط ہے۔"

(۴) حضرت حکیم فضل الدین صاحب بھیروی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"مرزا صاحبؑ کے نہ ماننے والے ہمارے نزدیک بلکہ کل اہلِ اسلام کے نزدیک **کافر** ہیں . . . . حضرت کو نعوذ باللہ کافر سمجھتے ہیں - مومن کو کافر کہنے والا خود کافر ہے حضرت مرزا صاحبؑ نبی اللہ ہیں اور نبی کا منکر کافر ہے - بالاتفاق"۔ (الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱)

(۵) الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱ پر بھی ایسا ہی مضمون موجود ہے۔

ان حوالوں میں اور بھی کئی دلائل سے حضورؑ کے منکروں کو کافر ثابت کیا گیا ہو مگر اختصاراً اتنا ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نقل کر دینا مناسب ہے۔

عام مسلمانوں کا عقیدہ :-

علاوہ ازیں عام مسلمانوں کا بھی عقیدہ یہ ہے کہ آنے والے مسیح موعودؑ اور مہدی معہود کا منکر کافر ہے۔ حدیث میں لکھا ہے :۔ "گفت رسول خدا صلعم من کذب بالمھدی فقد کفر" (حجج الکرامۃ ۳۵۱) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ امام مہدی علیہ السلام کا مکذب یقیناً کافر ہے۔

الغرض قرآن، حدیث، الہامات و تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیانات کے رُو سے امام مہدی مسیح موعودؑ نبی اللہ کا منکر یقیناً کافر ہے مگر باوجود ان تصریحات کے اہل پیغام غیر احمدیوں کے ایمان و اسلام پر زور دیئے چلے جا رہے ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔

۳۔ مسئلہ خلافت

(۱) چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی اور رسول ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کا یہ صاف ارشاد ہے :۔ "ماکانت نبوۃ قط الا تبعھا خلافۃ" (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۹) کہ کبھی کوئی نبوت ایسی نہیں ہوئی جس کے بعد خلافت نہ ہوئی ہو۔ اس لئے حضورؑ کے بعد بھی خلافت کا سلسلہ لازمی تھا۔ اور آنحضرت صلعم کا یہ فرمان مسئلہ خلافت کے ثبوت کے لئے کافی دلیل ہے۔

(۲) یہی نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرما چکے ہیں :۔

(الف) "خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اُس کو دُور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔" (الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۹)

(ب) "جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دُنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سرِ نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔"

(الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۳)

یہ دونوں حوالے اس وجہ سے کہ حضرت مسیح موعودؑ بھی نبی اللہ ہیں آپؑ کے بعد خلافت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے قیام کی زبردست دلیل اور پیشگوئی ہیں۔

(ج) پھر حضورؑ نے از روئے احادیث یہ پیشگوئی بھی فرمادی کہ:۔

"فیثبت ان المسیح الموعود او احدٌ من خلفائہ یسافر من ارض و ینزل بدمشق فی وقت من الاوقات"

(تحفہ بغداد صـ۲۷ مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

(د) اور پھر فرمایا:۔

"قد اشیر فی بعض الاحادیث ان المسیح الموعود والدجال المعہود مظہران فی البلاد المشرقیۃ یعنی فی ملک الہند۔ ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الی ارض دمشق" (حمامۃ البشریٰ صـ۳۷ مطبوعہ ۱۸۹۴ء)

ان دونوں عبارتوں کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مسیح موعودؑ یا آپ کے خلیفوں میں سے کوئی خلیفہ سفر کرتا ہوا دمشق بھی جائے گا۔

کیا اس سے واضح نہیں ہوجاتا کہ آپ کے بعد بھی یکے بعد دیگرے خلفاء ہوں گے اور ایک وہ خلیفہ ہوگا جو دمشق بھی کسی موقعہ پر جائے گا۔

(ھ) پھر اپنی وفات سے قبل جماعت کے لئے جو "وصیت" شایع فرمائی۔ اس میں بھی صاف طور پر فرمایا کہ:۔

یہ سنت اللہ ہے کہ خدا تعالیٰ دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہوجاتا ہے۔۔۔۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔۔۔۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا۔ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔۔۔۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔۔۔۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا۔۔۔۔ ایسا ہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔۔۔۔ سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے، کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔۔۔۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کردیوے۔۔۔۔ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی ..... مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے" (رسالہ الوصیت مطبوعہ ۱۹۰۵ء)

یہ "وصیت" "حکم وعدل مسیح موعودؑ کی "وصیت" کتنی واضح اور صاف ہے کہ خدا تعالےٰ دو قدرتیں ظاہر کرتا ہے۔ ایک انبیاءؑ کی اور دوسری خلفاء کی۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ، حضرت نبی کریمؐ، حضرت عیسےٰؑ اور مَیں خدا تعالیٰ کی مجسّم قدرت ہیں۔ اسی طرح یوشع بن نون، ابوبکرؓ اور حضرت عیسیٰؑ کے خلفاء کی طرح میرے بعد بھی دوسری قدرت یعنی خلفاء ہوں گے۔ اور جب تک مَیں نہ جاؤں انکا وجود ظہور پذیر نہیں ہوسکتا۔ بہرحال اس جگہ مثالوں سے بھی بتایا گیا، کہ میرے بعد خلفاء کا یکے بعد دیگرے سلسلہ جاری ہوگا۔

۳۔ جماعت کا عمل:۔

یہ تو پیشگوئیاں تھیں۔ اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تیار کی ہوئی اور تربیت یافتہ جماعتِ صحابہؓ نے اس سے اور دیگر پیشگوئیوں سے کیا نتیجہ نکالا اور کیا سمجھا؟ سو وہ اس سے ظاہر ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوگیا، تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے اس کے سیکرٹری جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے حسب ذیل اعلان اخبار بدر و الحکم میں شائع کرایا:۔

"حضور علیہ الصلوٰة والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعودؑ بہ اجازت حضرت اُمّ المومنین کل قوم نے ...... جناب حکیم نورالدین صاحب سلّمہ کو آپؑ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی" (اخبار بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء صا)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر یہ صحابہ کرام کا پہلا اجماع تھا۔ کہ رسالہ الوصیت کے فرمان کے بموجب حضور کا جانشین ایک وقت میں ایک خلیفہ ہونا چاہئے نہ کہ "انجمن" مگر اب وہی اکابر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر مبایعین یہ کہہ رہے ہیں کہ :۔ "ہم لوگ تو سرے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت کے ہی قائل نہیں۔" (اخبار پیغام صلح اسلام لاہور ۱۵ مارچ ۱۹۴۷ء ص۶) مگر یہ ظاہر ہے کہ دونوں فریقوں میں سے حق پر کون ہے؟

۴۔ ۵۔ حقیقتِ اختلاف اور انجمن کی جانشینی کا سوال

مسئلہ نبوت کے بارہ میں مختصراً بیان کر کے ثابت کیا جا چکا ہے، کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی اور رسول ہیں اور نبی کا منکر کافر ہوتا ہے لہٰذا ساتھ ہی میں دلائل سے کفر منکرین کو ثابت کر چکا ہوں۔ اور جب حضور نبی ہوئے تو نبوت کے کاموں کی سُنّت اللہ کے مطابق تکمیل کیواسطے خلافت کا وجود ضروری تھا۔ اور اس بارہ میں بھی کافی روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ اور حتی الوسع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف سے ہی ہر بات کا ثبوت پیش کیا گیا ہے۔ تو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر غیر مبایعین کے اختلاف کی بناء کیا تھی۔ اور وہ کیوں الگ ہو گئے؟

سو یاد رکھنا چاہیئے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا تینوں مسائل کے اثبات سے ثابت ہے:۔ درحقیقت یہ اختلاف مذہبی نہ تھا۔ پہلے یہ صرف دُنیوی اختلاف تھا؛ اور بعد میں ان لوگوں نے عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے اور اصل بات کو چھپانے کی خاطر اسے مذہبی مسائل کی لپیٹ میں لانا شروع کر دیا۔ ورنہ اصل بات یہ تھی کہ صدر انجمن احمدیہ کے بعض ممبروں کا (جو درحقیقت موجودہ اختلاف کے بانی مبانی اور لاہور میں جا کر ڈیرہ لگا بیٹھے ہیں۔) یہ خیال تھا کہ حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ کو خلافت کا کوئی حق نہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحیح جانشین اور قائم مقام صدر انجمن ہی ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں بعض ثبوت درج ذیل ہیں:۔

(الف) غیر مبایعین نے جو رسالہ "الوصیت" شائع کیا تو اگست ۱۹۱۴ء میں اس کے اوپر اپنی طرف سے بعض حواشی اور نوٹ درج کئے ہیں ان میں مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

(۱) "درحقیقت سوائے اس انجمن کے اور کوئی آپ (مسیح موعود علیہ السلام ناقل) کا جانشین نہیں۔ حقیقی معنوں میں جانشین انجمن ہے۔" (ص۲۰)

(۲) "انجمن ہی خدا کے مقرر کردہ خلیفے یعنی مسیح موعودؑ کی جانشین ہے۔" (ایضاً)

(ب) دوسری بات یہ لکھی گئی کہ:۔

"الوصیت کے رُو سے احمدیوں کے لئے یہ ہرگز ضروری نہیں کہ وہ بار بار بعض اشخاص کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیعت کیا کریں۔ساری وصیت میں ایک لفظ بھی نہیں جو احمدیوں کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کے علاوہ **کسی دوسرے کی** بیعت کو ضروری اور لازمی قرار دیتا ہو"

(رسالہ مذکور صـ)

(ج) تیسری بات جو دوسری کے مترادف ہے۔اور جو دوسری بات کی طرح ہی پہلی کی شاخ اور فرع ہے۔یہ بتائی گئی۔کہ (۱) "انجمن پر کسی شخص کو حاکم قرار نہیں دیا گیا" (صـ۲۲) (۲) "کوئی شخص واحد حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت، کے مطابق انجمن کا مطاع نہیں ہو سکتا" (رسالہ مذکور صـ۲۳)

پس اصل بنائے اختلاف تو یہ تھی، مگر جن کے دل میں یہ گندے خیالات نشو و نما پا رہے تھے وہ اوّل تو اُن تازہ بتازہ اعلانات سے خوفزدہ تھے جو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی بیعت کے وقت کئے گئے تھے،اور دوسرے خلیفۂ وقت کا خدائی رعب تھا۔اس لئے کوشش یہ کی گئی کہ یہ بڈھا ہے چند سال صبر کرو اس کے بعد دیکھا جائے گا۔لہٰذا وہ پھوڑا جو اندر ہی اندر پک رہا تھا مارچ ۱۹۱۴ء میں اس کا مواد پھوٹ کر لاہور چلا گیا۔(ان حقائق کو مفصل دیکھنے کے لئے اہل پیغام کے ۱۹۱۳ء کے گمنام ٹریکٹ وغیرہ پڑھئے)

اختلاف کی اِس حقیقت کے بیان کرنے کے بعد اب میں بتاتا ہوں کہ آیا غیر مبایعین کی طرف سے مندرجہ بالا پیش کردہ تینوں امور کی کیا حقیقت ہے۔اور کیا وہ قابلِ قبول نظریے ہیں؟ یا کہ اور تو اور خود اِن امور کے بانیان بھی اس کے خلاف تسلیم کر چکے ہیں۔اور دراصل اس چیز کو مخفی رکھنے کی خاطر یا عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے بعد میں بعض مذہبی امور کو بنائے اختلاف بنا لیا گیا۔

(۱) سو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر تمام حاضر الوقت احمدیوں اور صحابیوں نے پہلا اجماع جس بات پر کیا اور جس کا سلسلہ کے اخبار بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء میں اعلان کیا گیا وہ غیر مبایعین کے مندرجہ بالا تینوں امور کا پورا پورا رد ہے۔یعنی

(الف) اس وقت حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جو درخواست پیش کی گئی اس میں لکھا گیا کہ:۔

"**مطابق فرمان** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام **مندرجہ رسالہ الوصیت** ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اس امر پر **صدق دل سے** متفق ہیں کہ اوّل المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نورالدین صاحب جو ہم سب میں سے اعلم و اتقیٰ ہیں اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اُسوۂ حسنہ قرار فرما چکے ہیں۔جیسا کہ آپؑ کے شعر ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نور دیں بودے ٭ ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

سے ظاہر ہے، کے ہاتھ پر احمدؐ کے نام پر **تمام احمدی جماعت موجودہ و نئے ممبر** بیعت کریں۔ اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا **فرمان ہمارے واسطے آیندہ ایسا ہی ہو** جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔" (بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

اِس درخواست کے نیچے اہلِ پیغام کے اکابرین سے ذیل کے نام بھی تھے:۔ (۱) "رحمت اللہ (۲) "سید محمد احسن امروہی"۔ (۳) "سید محمد حسین اسسٹنٹ سرجن لاہور"۔ (۴) "محمد علی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز" (۵) "خواجہ کمال الدین"۔ (۶) ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ"۔ (۷) "مرزا خدا بخش"۔ (۸) "ڈاکٹر بشارت احمد اسسٹنٹ سرجن بھیرہ"۔ وغیرہم۔

(ب) پھر اسی اخبار بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۱ میں "خواجہ کمال الدین پلیڈر سیکرٹری انجمن احمدیہ" کی طرف سے تمام جماعتوں کے نام جو "اطلاع از جانب صدر انجمن" بھیجی گئی اس میں لکھا تھا کہ:۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے **آپؑ کے وصایا مندرجہ الوصیت کے مطابق** حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود و بہ اجازت حضرت اُم المومنین **کل قوم** نے۔ ۔ ۔ ۔ جناب حکیم نور الدین صاحب سلمہ کو آپؑ کا جانشین **اور خلیفہ قبول کیا**، اور آپؑ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ خط بطور اطلاع سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے کہ وہ اِس خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الامت **خلیفۃ المسیح والمہدی** کی خدمت بابرکت میں بذاتِ خود یا بذریعہ تحریر حاضر ہو کر **بیعت کریں**۔"

(ج) حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے بیعت سے قبل تقریر کی جس میں کھلے الفاظ میں پوچھا کہ:۔

"ممکن ہے بعض باتیں جو میں منواتا ہوں وہ کسی کی مرضی کے برخلاف ہوں۔ پس اگر تم تیار ہو کہ میرا کہنا ہر امر میں مانو تو میں اسے منظور کرتا ہوں۔ تم پھر سوچ لو۔" (بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۶ کالم ۲)

مگر اس کے جواب میں مرقوم ہے کہ:۔

"اس پر سب نے بالاتفاق کہا۔ کہ ہم آپؑ کے احکام مانیں گے۔ آپؑ ہمارے امیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بنیں اور ہمارے مسیح کے جانشین ہوں۔" (صٓ کالم ۱)

اِن تینوں حوالجات کا مطلب واضح ہے کہ اوّل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین اور "خلیفہ" ایک وقت میں ایک ہی ہو۔ اور اس وقت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ ہوں نہ کہ "انجمن" جانشین ہو بلکہ انجمن بھی ان کے تابع ہوگی۔ دوئم یہ کہ خلیفۂ وقت کی بیعت تمام احمدیوں پر خواہ وہ نئے ہوں یا پُرانے دوبارہ کرنا ضروری ہے۔ سوئم یہ کہ خلیفۂ وقت تمام جماعت کا "مطاع" ہوگا اور جماعت اس کی مطیع ہوگی اور "ہر امر میں" "تابعدار ہوگی۔ اور لطف یہ کہ سب امور" رسالہ الوصیت کیمطابق" قرار دیئے گئے ہیں۔ جیسا کہ اعلانات سے ظاہر ہے۔ گویا صدر انجمن احمدیہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام" کا یہ پہلا اجماع حسب اعلان رسالہ "الوصیت" کے مطابق تھا۔ غیر مبایعین کے بنیادی عقیدہ کی تار و پود کو اُدھیڑ رہا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ عقیدہ وہی صحیح اور درست ہو سکتا ہے جو کہ خدا کے مامور کے زمانہ سے قریب کے صحابہ کا اور خصوصًا اکثر صحابہ کا ہو، بلکہ صدر انجمن احمدیہ کے ممبران کی اکثریت کا ہو۔ کیونکہ بُعد زمانہ سے تغیر ہونا تو فطری امر ہے، مگر یہ کہ حضورؑ کی وفات کے معًا بعد معاذ اللہ ساری جماعت گمراہی کے راستہ پر چل پڑی تھی؟ ایسا خیال کرنے والا خود ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوتِ قدسیہ پر الزام دینے والا اور شیعوں کی طرح آنحضرت صلعم پر بہتان لگانیوالوں کا حامی اور گمراہ ہے۔ اور پھر جو چیز تمام جماعت احمدیہ کے نزدیک مئی ۱۹۰۸ء میں حق و راست تھی وہ مارچ ۱۹۱۴ء میں کیونکر ناجائز ہوگئی؟ اِس سے ظاہر ہے کہ جماعت احمدیہ جہاں عقائد کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحیح عقائد پر گامزن اور قائم ہے، وہاں اِس اختلافی بنیاد میں بھی حق پر قائم ہے۔ مگر غیر مبایعین اِس سے پھر گئے ہیں۔

(۲) پھر ۴ر دسمبر ۱۹۱۳ء کے اخبار "پیغام صلح" میں غیر مبایعین کے امیر مولوی محمد علی صاحب نے ایک اعلان کیا جس پر مولوی صدرالدین صاحب و سید محمد حسین شاہ صاحب ڈاکٹر کے بھی دستخط ہیں، اس میں حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ کی نسبت اقرار کیا کہ:۔ "آپ کو اللہ تعالیٰ نے احمدی قوم کا امام ہونے کا مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ تو باوجودیکہ **ساری قوم کے آپ مطاع ہیں اور سب ممبران مجلس معتمدین آپ کی بیعت میں** داخل ہیں اور آپؓ کے فرمانبردار ہیں .... جن امور میں آپؓ حکم کرتے تو کوئی انکار کرنیوالا نہ تھا۔" (اخبار پیغام صلح ۴ر دسمبر ۱۹۱۳ء صٓ)

(۳) بلکہ اختلاف پیدا ہو چکنے کے بعد بھی اپریل ۱۹۱۴ء میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اِس حقیقت کا صاف اعتراف کرتے ہیں کہ:۔ "اس میں شک نہیں کہ حضرت **خلیفۃ المسیح** مرحوم کو کل ممبران

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انجمن نے اپنا مطاع تسلیم کر لیا تھا۔ اور اس لئے وہ صدر انجمن کے بھی مطاع تھے۔" (پیغام صلح ضمیمہ ۱۶ر اپریل ۱۹۱۴ء صفحہ الف) اب کیا یہ "حق بر زبان جاری" کی زندہ مثال نہیں اور جماعت احمدیہ کے عقائد کی صحت کا کھلا ثبوت نہیں ہے!

(۴) اس کے علاوہ یہ امر بھی روشن رہے کہ گذشتہ حصہ مضمون سے مسئلہ "خلافت" کے زیر عنوان دلائل کیا یہی ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی "انجمن" جانشین ہو گی یا کسی فردِ واحد خلیفہ کی شخصیت کو؟ اور رسالہ "الوصیت" میں جب حضورؑ نے انبیاءؑ کے بعد جو "قدرت ثانیہ" کی مثال دی اور حضرت موسٰےؑ، حضرت عیسٰےؑ اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کی مثالیں دیں، تو کیا وہاں کوئی "انجمن" جانشین ہوا کرتی تھی یا کہ شخص واحد؟ - پس یہ تمام چیزیں بتاتی ہیں، کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جہاں نبی ہیں وہاں آپؑ کے بعد بھی یکے بعد دیگرے خلفاء ہوں گے: جو کل قوم کے "مطاع" ہوں گے۔ اور "انجمن" صرف ایک خاص حصے یعنی مال کے حصہ میں یا انتظامی امور میں جانشین ہے۔ مگر کس کی جانشین؟ خلیفۂ وقت کی جانشین۔ پس "انجمن" جیسے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں حضورؑ کے ماتحت تھی اور حضورؑ کے بعد حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے ماتحت تھی اور تمام جماعت اور انجمن کا خلیفۂ وقت "مطاع" تھے؛ اسی طرح اب بھی وہی طریق عمل ہے اور رسالہ "سنّت" پر گامزن۔ اے کاش! خدا تعالےٰ ہمارے ان بھائیوں کی آنکھیں کھولے اور ان پر حق کی کرنیں وارد کر کے اپنے قرب کا دروازہ ان پر کھول دے اور ضد و عداوت اور حسد سے ان کو نجات دلوائے! آمین ثم آمین۔

۶۔ دیگر اختلافی مسائل کا اجمالی تذکرہ۔

یہ حقیقت ہے کہ جب انسان ایک واضح صداقت اور اصل کا انکار کر دے تو اس کے باعث اُسے کئی اور صداقتوں کا بھی رفتہ رفتہ انکار کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ اکابر غیر مبایعین نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد رسالہ "الوصیت" کے مطابق آپؑ کی خلافت کا اقرار کیا اور خلیفہ کو "مطاع" مانا، مگر بعد میں اس سے روگردانی شروع کر دی گئی، تو نتیجہ یہ ہوا کہ وہی مسائل جن سے وہ نہ صرف خود کوئی اختلاف نہ رکھتے تھے، بلکہ وہ خود ان کو دھڑلے سے پیش کیا کرتے تھے۔ مثلاً حضورؑ کی نبوت کا معاملہ ہے تو انہوں نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ اور اب عداوتِ محمود ایدہ اللہ الودود کی وجہ سے ہوتے ہوتے کئی امور میں اختلاف شروع ہو گیا۔ بعض کا مختصراً ذکر درج ذیل ہے:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۔ پسرِ موعود یعنی مصلح موعود

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں ایک عظیم الشان لڑکے کی پیدائش کی خبر دے رکھی ہے۔ جسے "پسرِ موعود" یا "مصلح موعود" کے خطاب سے یاد فرمایا ہے۔ اور اس کی تعیین اور علامات کے لئے حضورؑ نے فرمایا ہے کہ:۔

(۱) "ایسا لڑکا بموجب وعدۂ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔" (اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء) گویا مصلح موعود کی ولادت ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء سے نو برس کے اندر اندر ہوگی۔

(۲) مصلح موعود کے ناموں میں فرمایا:۔ "مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے۔ اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔" (سبز اشتہار حاشیہ صہ۲۱)۔ اس میں بتا دیا کہ مصلح موعود جس کا نام محمود ہے وہ حضرت عمر کی طرح ایک نبی کا دوسرا خلیفہ ہوگا۔

(۳) اور یہ بھی وضاحت فرمائی، کہ بشیر اول متوفی کے بعد "بلا توقف" پیدا ہوگا۔ چنانچہ فرمایا:۔

"بشیر اوّل جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا۔" (سبز اشتہار حاشیہ صہ۳)

الغرض اس قسم کے بہت سے نشان "مصلح موعود" کی تعیین کے ہیں جن سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ مصلح موعود جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں فرزند پیدا ہونا تھا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہیں۔

چنانچہ جب ایک مرتبہ ۱۹۱۳ء میں حضرت پیر منظور محمد صاحب نے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہارات کے رُو سے میاں محمود احمد صاحب "مصلح موعود" ثابت ہوتے ہیں تو آپؓ نے فرمایا کہ:۔

"ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں۔" اور ان الفاظ کی آپؓ نے اپنے دستِ مبارک سے بالفاظ ذیل تصدیق بھی کی کہ:۔ "یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں۔ نور الدین۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء)

(دیکھو مفصل رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ مئی ۱۹۱۴ء صہ۲۸ مع عکس الفاظ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ)

مگر ان تمام تصریحات کے باوجود (جن کا کسی قدر بطور نمونہ یہاں ذکر کیا گیا ہے) غیر مبایعین حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کے "پسر موعود" ہونے سے منکر اور مصلح موعود کے لئے چوتھی صدی میں ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ اب کجا ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء سے نو برس کے اندر اندر پیدائش اور کجا چوتھی صدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ع ببیں تفاوتِ رہ از کجا است تا بکجا۔

۲۔ مرتبہ الہام و وحی حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے الہامات اور وحی پر کس قدر یقین تھا۔ فرماتے ہیں :۔

(الف) "مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر"

(اربعین ۴ صفحہ ۱۹ بار اول سنہ ۱۹۰۰ء)

(ب) "مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں، کہ مَیں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح مَیں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اُسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۱)

مگر افسوس ہے، کہ غیر مبایعین نے اِس چیز سے بھی مخالفت کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر افترار کرتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ :۔

"خود حضرت صاحبؑ نے لکھا ہے کہ مَیں اپنے الہامات کو کتاب اللہ اور حدیث پر عرض کرتا ہوں اور کسی الہام کو کتاب اللہ اور حدیث کے مخالف پاؤں تو اسے کھنگار کی طرح پھینک دیتا ہوں۔" (شناخت مامورین صفحہ ۲۰)

حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کہیں نہیں لکھا۔ اور باوجود ہمارے مطالبہ کے وہ اس کا ثبوت نہیں دے سکے۔

اسی طرح مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے پیغامی ہونے کے بعد تحریر کیا کہ :۔

"میرے نزدیک **حدیث ضعیف** بھی اقوال و **الہامات** (مسیح موعود ناقل) سے مقدم ہے۔ بشرطیکہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے مخالف نہ ہو۔ یہ میرا مذہب اس لئے ہے کہ اول تو سلسلہ احمدیہ کے ثبوتِ حقیقت کا دارو مدار احادیث سے ہی ہوا ہے اور قرآن مجید سے تو صرف استنباطات ہوئے ہیں نص کوئی موجود نہیں ہے۔"

(القول الممجد فی تفسیر اسمہٗ احمد ٹائیٹل صفحہ ۱)

حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارہ میں رسالہ اعجاز احمدی میں فیصلہ فرما چکے ہیں کہ :۔

"ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں۔ کہ میرے اس دعویٰ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حدیث بنیاد نہیں، بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں۔ اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردّی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ اگر حدیثوں کا دُنیا میں وجود بھی نہ ہوتا تب بھی میرے اِس دعویٰ کو کچھ حرج نہ پہنچتا۔" (اعجاز احمدی ص۳۰-۳۱ نومبر ۱۹۰۲ء)

اب حضرت صاحبؑ کے ارشادات اور غیر مبایعین کے بیانات دربارہ الہامات و وحی ملاحظہ کریں کہ دونوں میں کس قدر اختلاف ہے۔ کیا یہی تابعداری اور اتباعِ مامورین ہُوا کرتی ہے؟

۳۔ مسئلۂ ولادت مسیحؑ بلا باپ

ازروئے قرآن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیسیوں مقامات پر فرما چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ مثلاً فرمایا کہ:۔

"ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے کہ حضرت مسیحؑ بے باپ تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کو سب طاقتیں ہیں۔ نیچری جو یہ دعوےٰ کرتے ہیں کہ ان کا باپ تھا وہ بڑی غلطی پر ہیں۔ ایسے لوگوں کا خدا مُردہ خدا ہے۔ اور ایسے لوگوں کی دُعا قبول نہیں ہوگی۔ جو خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بے باپ پیدا نہیں کرسکتا۔ ہم ایسے آدمی کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔" (اخبار الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۱ء ص۱۱)

پھر لطف یہ کہ یہی امر مولوی محمد علی صاحب رسالہ ریویو اردو بابت جنوری ۱۹۰۱ء ص۱۲ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں مان کر شائع کر چکے ہیں کہ:۔ "مسیح کی پیدائش ایک ایسے اعجازی رنگ میں ظاہر ہوئی تھی کہ جس میں باپ کا دخل نہ ہُوا۔" مگر وہی امر کہ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا "ایمان اور اعتقاد" بتایا ہے ردّ کرتے ہوئے امیر غیر مبایعین اختلاف کے بعد لکھتے ہیں کہ:۔

"نہ صرف قرآن کریم میں ہی یہ ذکر نہیں کہ حضرت مسیحؑ بن باپ پیدا ہوئے بلکہ کوئی حدیث نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی ایسی نہیں ملتی۔" (رسالہ حقیقۃ المسیح ص۴)

اور اخبار پیغام صلح ۱۲/۱۵ مئی ۱۹۱۸ء ص۳ پر تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اقرار تسلیم کرتے ہوئے انکار کیا گیا ہے۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ:۔

"ولادت مسیحؑ کے مسئلہ میں جہاں تک حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے پتہ چلتا ہے۔ آپؑ کا یہ عقیدہ ضرور تھا کہ مسیح علیہ السلام بن باپ تھے لیکن قرآن کریم کی کسی آیت سے آپؑ نے اس کو ثابت نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس بارہ میں کوئی ایسا فیصلہ دیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ جسے حقیقۃً فیصلہ کہا جا سکے ۔"

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ یہ ہے حکم وعدل کے فیصلجات کیساتھ غیر مبایعین کا سلوک !

۴۔ غیر احمدیوں کی اقتداء میں نماز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ :۔

"یاد رکھو، جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے ۔ تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے ، کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو ۔ بلکہ چاہیئے کہ تمہارا امام وہی ہو جو تم میں سے ہو ۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے ۔ کہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ یعنی جب مسیح نازل ہو گا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا ۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا پس تم ایسا ہی کرو ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو ۔"

(اربعین ۳ حاشیہ ۲۸ مطبوعہ بار اول وضمیمہ تحفہ گولڑویہ حاشیہ ۲۷ بار دوم)

اور باوجود خلافت ثانیہ سے انکار کے مولوی محمد علی صاحب ۱۹۱۴ء میں کہہ چکے اور مان چکے ہیں کہ :۔

(الف) "میں غیر احمدی مسلمانوں کے پیچھے نماز کو صرف ان ممالک میں جائز سمجھتا ہوں ..... جہاں غیر احمدیوں کی طرف سے احمدیوں پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا گیا ۔" (ضمیمہ اخبار پیغام صلح ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ الف)

(ب) اور اپنے قلم سے بھی مولوی محمد علی صاحب لکھ چکے ہیں کہ :۔

"غیر احمدیوں کے پیچھے میں (ایسی جگہ جہاں) احمدیوں پر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتا ۔" (پیغام صلح ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۲)

مگر یہ کتنا اندھیر اور ظلم ہے کہ باوجود حضرت مسیح موعودؑ کے حکم صریح کے اور اپنے اقرار کے گذشتہ سال مولوی محمد علی صاحب نے حیدر آباد دکن میں ایک غیر احمدی مولوی کے پیچھے نماز پڑھ لی ۔ (دیکھو اخبار الفضل ۱۴ مارچ ۱۹۴۲ء)

۵۔ جنازہ غیر احمدیاں

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کے مامور و نبی ہیں ۔ تو اب جو آپؑ کا انکار کر کے فوت ہو جائے اسکے لئے مغفرت کی دعا کے کیا معنی ؟ سو لکھا ہے کہ :۔

"ایک صاحب نے پوچھا کہ ہمارے گاؤں میں طاعون ہے اور اکثر مخالف مکذب مرتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں ان کا جنازہ پڑھا جائے کہ نہ ؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ یہ فرض کفایہ ہے۔ اگر کنبہ میں سے ایک آدمی بھی چلا جائے تو ہو جاتا ہے۔ مگر اب یہاں ایک تو طاعون زدہ ہے کہ جس کے پاس جانے سے خدا روکتا ہے دوسرے وہ مخالف ہے۔ خواہ مخواہ مداخل جائز نہیں ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ تم ایسے لوگوں کو بالکل چھوڑ دو۔ اگر وہ چاہے گا تو انکو خود دوست بنا دے گا۔ یعنی وہ مسلمان ہو جائینگے۔ خدا نے منہاجِ نبوّت پر اس سلسلہ کو چلایا ہے۔ مداہنہ سے ہرگز فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ اپنا حصہ ایمان کا بھی گنواؤ گے۔" (اخبار البدر ۱۵ رمئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۳) اسی لئے حضورؑ نے اپنے صاحبزادہ مرزا فضل احمد صاحب غیر احمدی کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِس ارشاد کے بعد حضورؑ کی عینِ حیات میں حضورؑ کے اکابر صحابہؓ کا عمل بھی ملاحظہ ہو۔ حضرت حکیم فضل دین صاحب بھیرویؓ فرماتے ہیں :-

"میرا حقیقی بھائی جوان مر گیا۔ میں اس کے جنازہ میں شریک نہ ہوا تو اس (اعتراض کرنے والے۔ ناقل) نے کہا کہ تم نے جنازہ کیوں نہیں پڑھا۔ میں نے کہا وہ احمدی نہ تھا۔" (بدر ۱۶ر اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۸)

علاوہ ازیں حضرت خلیفہ اوّلؓ فرماتے ہیں کہ :-

"ہماری سمجھ میں نہیں آسکتا کہ احمدی کس طرح غیر احمدی کا جنازہ پڑھ سکتا ہے؟"

(اخبار بدر ۲۲ر اگست ۱۹۱۲ء)

مگر اس کے باوجود بھی غیر مبایعین غیر احمدیوں کے جنازہ کے جواز کے معتقد اور قائل ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

۶۔ حَکَم و عَدل

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حَکَم و عدل قرار دے کر آپ کے ارشادات کو واجب القبول اور فیصلہ کُن قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ :-

"جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا اسلئے آسمان پر اس کی عزت نہیں۔" (اربعین ۳، صفحہ ۲۸ حاشیہ و ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۷ بار دوم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن چونکہ غیر مبائعین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کئی فیصلجات سے رُوگردانی اختیار کر لی اور غایت کار اس بارہ میں یہی ایک دلیل ان کے خلاف ہو سکتی تھی۔ کہ تم لوگ حکم و عدل تھے کے باوجود حضور کے فیصلوں کو کیوں رَدّ کرتے ہو۔ اس لئے اپنے لئے راہ صاف کرنے کے لئے (۱) جناب مولوی محمد علی صاحب نے کھلے الفاظ میں اخبار پیغام صلح جلد ۳ صہ میں لکھدیا کہ :۔

"اگر امام بھی ہم سے وہ بات منوانی چاہے جس کی قرآن و حدیث میں سند نہیں تو ہم اسے نہیں مانیں گے۔ . . . . . اس قرآن اور حدیث کو کہاں جا رکھیں۔ کیا مرزا صاحب کو لے کر قرآن اور حدیث کو جواب دیدیں؟"

(۲) ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" نے مسئلہ ولادت مسیح کے ذکر کے سلسلہ میں اعلان کیا کہ :۔

"حکم عدل کے یہ معنی نہیں کہ ہر بات اور ہر ایک اسلامی مسئلہ میں آپ حکم عدل ہیں اگر ایسا مانا جائے تو پھر تو امن ہی اُٹھ جاتا ہے۔" (پیغام صلح ۱۲/۱۵ مئی ۱۹۱۸ء صہ ۳)

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ غیر مبائعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی قول و الہام کو نہیں مانیں گے جب تک کہ وہ کتاب و سُنت کی کسوٹی پر اپنے علم کے مطابق نہ پرکھ لیں۔ گویا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم عدل قرار نہیں دیا۔ بلکہ حکم عدل غیر مبائعین ہیں۔ جسے وہ صحیح کہہ دیں اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام یا قول کی صحت کو جماعت یا دوسرے لوگ قبول کر لیں۔ اور جسے وہ ناقابلِ قبول یا مردود کہہ دیں تو مسیح موعود علیہ السلام کا وہ قول یا الہام معاذ اللہ نامقبول ہوگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؎

ہے یہ محمود کی دشمنی کا وبال ؛ رائے بالیقین یہ ہماری ہے

ان حقائق سے ظاہر ہے کہ غیر مبائعین کا قدم جادۂ حق سے کس قدر دُور جا پڑا ہے۔ مولا کریم سے دُعا ہے۔ کہ وہ پھر سے اُن کو قبولِ حق اور حکم و عدل کے فیصلوں کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے کی توفیق دے۔ آمین اور بہت سے امور ابھی اختلافی ہیں۔ مگر اس مضمون کے لئے پندرہ صفحات کی شرط کے لحاظ سے اسی پر اکتفا کرنے پر مجبور ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس ناچیز تحریر کو کسی متلاشی حق کے لئے موجب ہدایت اور ثواب کا باعث کرے۔ آمین ثم آمین ؛ مورخہ ۲-۵-۱۹۴۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیعہ تحریک

حضرت علیؓ خلیفہ بلا فصل نہیں تھے!

(از جناب خورشید احمد صاحب شاد مولوی فاضل)

وعد اللہ الّذین اٰمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکّننّ لھم دینھم الّذی ارتضٰی لھم ولیبدّ لنّھم مّنْ بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا وّ من کفر بعد ذٰلک فاولٰٓئک ھم الفاسقون ٥

شیعہ تحریک آنحضرتؐ کے تمام احباب خصوصاً خلفاء ثلاثہ کو منافق، کافر اور مرتد قرار دیتی ہے۔ بدیں وجہ کہ حضرت علیؓ آنحضرت صلعم کے بعد آپؐ کے وصی اور خلیفہ بلا فصل تھے اور ان کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ یکے بعد دیگرے جناب علیؓ سے خلافت غصب کرتے چلے گئے۔ ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ بعدہٗ حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے اور یہ ترتیب اللہ تعالیٰ کے منشاء اور اسی کے فعل کے مطابق ہوئی ہے۔ سو اس امر کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ آیا واقعی حضرت علیؓ آنحضرتؐ کے مابعد خلیفہ برحق تھے یا کہ حضرت ابوبکرؓ؟ ہم قرآن کریم کی اس آیت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یہ آیت خلافت کے بارہ میں نص صریح کے طور پر وارد ہوئی ہے۔ اور اس کا انکار صریح کفر و فسق ہے۔ (من کفر بعد ذٰلک فاولٰٓئک ھم الفاسقون ٥) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے چار وعدے کئے ہیں:۔

(۱) وعد اللہ الّذین اٰمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنّھم فی الارض۔ کہ مومن اور اعمال صالحہ کرنے والوں کو زمین میں خلیفہ بناؤں گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) کما استخلف الّذین من قبلھم۔ ہم ان کو خلیفہ بنائیں گے اسی طرح کہ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔

(۳) ولیمکّننّ لھم دینھم الّذی ارتضٰی لھم۔ ضرور بالضرور ہم ان مومنوں یعنی خلیفہ بننے والوں کے دین کو قوت اور غلبہ دیں گے۔ وہ دین کہ جو خدا نے ان کے لئے پسند کیا ہے۔

(۴) ولیبدلنّھم مّن بعد خوفھم امنًا۔ ضرور بالضرور خدا تعالےٰ انکے خوف کو دُور کر کے جو کہ زمانہ خلافت میں انہیں پہنچے گا۔ انکو امن دیگا۔

سو خدا تعالےٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ ہم مومن اور اعمال صالحہ بجالانے والوں کو ہی آنحضرتؐ کے بعد خلیفہ بنائیں گے۔ اسی طرح کہ جس طرح موسےٰؑ کے بعد اُن کی اُمّت میں خلفاء بنائے۔ کیونکہ مطابق آیت انّا ارسلنا الیکم رسولًا شاھدًا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولًا۔ اُمّتِ محمّدیّہ و اُمّتِ موسویّہ میں باہمدگر مشابہتِ تامہ ہے۔ سو کیا وجہ ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد حضرت علیؓ جو بقول شیعیاں آپؐ کے وصی اور آپؐ کے بعد خلیفہ بلافصل تھے اور جن کو خدا نے ازل سے دو ہزار برس قبل پیدائش خلق اسی امر کے لئے مخلوق کیا تھا۔ بلکہ تمام جہان کو آنحضرتؐ کی نبوّت اور علیؓ کی خلافت کیلئے بنایا تھا۔ جیسا کہ مُلّا باقر مجلسی فرماتے ہیں:۔

"بسندِ معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ محمدؐ و علیؓ دونوں نزدیک حق تعالیٰ کے تھے۔ دو ہزار سال قبل ایجادِ خلائق۔ پس جب ملائکہ نے یہ دونوں نور دیکھے۔ ایک کو اصل پایا اور اُس سے ایک شعاع لامع و ساطع تھی۔ کہ وہ اس کی فرع تھی۔ پس عرض کیا کہ یہ نور کس کا ہے۔ ارشاد جنابِ باری ہُوا کہ یہ نور میرے نور سے ہے۔ کہ اصل اس کی پیغمبری اور فرع اس کی امامت ہے۔ پس پیغمبری محمدؐ صلعم سے ہے کہ وہ بندہ اور رسول میرا ہے۔ اور امامت علیؓ سے ہے کہ وہ محب اور خلیفہ میرا ہے۔ اور اگر یہ نور نہ ہوتے تو مَیں کوئی خلق پیدا نہ کرتا۔" (جلاء العیون ص۱۱)

وہ تو خلافت سے محروم کر دیئے جائیں اور ایک کافر، بدعتی اور منافق شخص اللہ، ملائکہ، رسول اور جمیع مومنین کی مرضی کے خلاف خلافت چھین لے۔ حالانکہ یہ تمام ہستیاں حضرت علیؓ کی خلافت کی گواہ اور ضامن ہوئی تھیں۔ جیسا کہ یہ گواہی اس عبارت سے واضح ہو جاتی ہے:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وصیّت و عہد و پیمان محمدؐ بن عبداللہ بحکمِ الٰہی جانب جناب مآبت پناہ علیؓ بن ابی طالب امیر مومناں ہے۔ اور آخر وصیّت میں لکھا تھا کہ جبرائیلؑ و

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میکائیل و اسرافیل اس وصیت پر جو کہ محمدؐ نے علیؓ کو کی ہے گواہ ہوئے اور علیؓ نے اس وصیت کو قبول کیا اور ضامن ہے کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے۔ اس پر عمل کریں۔ جس طرح کہ ضامن ہوئے یوشع بن نون واسطے موسےٰ بن عمران کے اور شمعون بن حمون واسطے عیسےٰ بن مریم کے۔ اور جس طرح ضامن ہوئے اولیاء پہلے ان کے واسطے پیغمبروں کے باوجودیکہ محمد صلعم بہترین پیغمبران اور علی بہترین اوصیاء ہے اور محمد صلعم نے علی کو ولی امر خلافت کیا۔ اور عہد کیا کہ بعد محمد صلعم کے کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ نہ واسطے علی کے اور نہ واسطے اوروں کے۔ اور خدا اس سب پر گواہ ہے۔" (جلاء العیون ص۵۸)

کیا ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے خلافت چھینتے وقت خدا تعالیٰ سو گیا تھا۔ یا اُس نے اپنے وعدہ کے خلاف کیا یا ان منافق اور کافر لوگوں سے علی حسب دستور شیعیاں اس نے بھی تقیہ کیا اور ان لوگوں سے ڈر کر ذرا بھی ان سے باز پرس نہ کی۔ اور اپنے رسولؐ کے عہد اور وصیت اور پھر اس پر گواہی کو بھی ذرا وقعت نہ دی یا یہ کہ خدا مومنوں کا دشمن اور کافروں اور منافقوں کا دوست ہوگیا؟ اگر تو یہی بات ہو تو پھر ہم کہیں گے کہ شیعوں کا کوئی اور خدا ہوگا۔ اور وہ ایسا ہی ضعیف اور کس مپرس خدا ہے جیسا کہ عیسائیوں کا۔ ہمارا خدا جس کو قرآن اور اسلام اور نبی کریمؐ کی تعلیم پیش کرتی ہے وہ تو ان صفات کا مالک ہے اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ؀" وہ دشمنوں کو ہلاک اور دوستوں کو فائز المرام کرنے والا ہے۔ اور "اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ؀" اس کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ لیکن حیرت تو یہ ہے کہ حضرت علیؓ بھی بایں ہمہ دعویٰ کراری و جراری و شیر خدائی کے اور باوجود عہد و میثاق کے ان غاصبوں سے کوئی جہاد نہ کریں۔ العجب ثم العجب

پھر دوسری بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے خلافت محمدیہ کو خلافت موسویہ کے مشابہ قرار دیا ہے جس طرح کہ آیت اور مندرجہ بالا حوالہ سے بھی ظاہر ہو چکا ہے "جس طرح ضامن ہوئے یوشع بن نون واسطے واسطے موسےٰ بن عمران کے"۔ گویا حضرت علیؓ بھی آنحضرتؐ کے اسی طرح خلیفہ اور وصی ہیں جس طرح یوشع بن نون تھے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ موسےٰؑ کے بعد یوشع بن نون خلیفہ ہوئے اور انہوں نے قوم کے اندر وہ ترقی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی رُوح پھونکی جس سے انھوں نے بہت سی فتوحات کیں۔ اور کوئی شخص ان کی خلافت پر غالب نہیں آسکا اور یہی امر ان کی خلافتِ حقّہ پر شاہد ہے۔ لیکن حضرت علیؓ کی خلافت پر تو ایک مومن بھی نہیں بلکہ بقول انکے بے دین لوگ قابض ہو گئے۔ اور پھر جب خدا خدا کر کے ان کے ہاتھ میں خلافت آئی بھی تو اُس وقت اُمّتِ محمدیہ کا شیرازہ اس قدر پراگندہ ہُوا کہ آج تک مجتمع ہونے میں نہ آیا۔

تیسرا وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ مومنوں کو خلیفہ کر کے مَیں انکے دین کو جو مَیں نے ان کے لئے پسند کیا ہے خوب تمکنت دوں گا۔ چوتھا وعدہ یہ کہ ان کو جو خوف خدا کی راہ میں پہنچے گا ہم اس کو دُور کر کے ان کو امن دیں گے۔ یہ دونوں امور حضرت علیؓ کی زندگی میں مفقود تھے دین میں تمکنت تو کجا خوارج وغیرہ فرقے انہیں کے زمانہ میں پیدا ہُوا اور غیروں پر دین کو غالب کرنا تو الگ رہا اپنے لوگوں کے دلوں میں بھی اس کی کوئی وقعت نہ تھی جس کی حضرت علی بار بار شکایت کرتے رہے (جس کو ہم انشاء اللہ کتب شیعہ سے ہی کسی اور مضمون میں واضح کریں گے) اور خوف بھی انہیں اس قدر لاحق ہُوا کہ شیعوں کو تقیہ کا مسئلہ گھڑنا پڑا۔ اور یہ خوف اِس قدر طول پکڑ گیا کہ بارہ اماموں کے زمانہ تک نہ ہٹا۔ یہاں تک کہ آخری امام کو بچپن میں ہی بمعہ قرآن جیسی نعمتِ عظمےٰ کے غائب ہونا پڑا۔ اور آجتک ان کا وہ خوف زائل نہیں ہُوا کہ دوبارہ دُنیا میں آکر لوگوں کی اصلاح کریں۔ چنانچہ امام حسنؓ فرماتے ہیں:۔

"لیکن ہم اہلبیت جس دن سے رسول خداؐ نے دُنیا سے رحلت کی اب تک ہمیشہ خائف و مظلوم رہے ہے۔ پس خدا ہمارے اور ان کے درمیان حکم کرے۔ جنھوں نے ہم پر ظلم کیا۔ اور ہمارا حق غصب کیا۔ اور ہمیں مجبور کیا اور لوگوں کو ہم پر مسلط کیا۔" (جلاء العیون صفحہ ۳۲)

گویا امام حسنؓ خود اقرار کرتے ہیں کہ ہم ہمیشہ خائف رہے اور دوسرے لوگ ہم پر مسلط رہے۔ پس کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اگر حضرت علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ بلافصل تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق اپنے وعدے پورے کیوں نہ کئے۔ اور ان لوگوں کو جنھوں نے خلافت کو غصب کیا اور رسولِ خداؐ کی نافرمانی کی اور علیؓ اور اہلبیت پر تمام عمر مظالم و ستم ہائے قبیحہ روا رکھے اور دین کو تبدیل کر ڈالا بجائے عذاب دینے کے کیوں ان کی یاوری و مددگاری کرتا رہا اور کیوں اس نے سارے وعدے جو مومنوں سے کئے تھے (اس مضمون کو بھی انشاء اللہ کبھی اور وقت بالوضاحت بیان کر دیا جائے گا۔) ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ منافق بدعتی اور کافروں کے ساتھ پورے کئے حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان اللہ لا یخلف المیعاد۔ لا تحسبن اللہ مخلف وعدہ۔ لا تبدیل لکلمٰت اللہ۔ کہ خدا وعدہ کے خلاف نہیں کیا کرتا اور جو وہ کہدے وعدہ کے رنگ میں اس کو کبھی تبدیل نہیں کرتا۔ نیز وہ خدا جس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے وعدہ فرمایا ہے کہ "اِنّ اللہ مع الّذین اتّقوا والّذین ھم مّحسنون" خدا متقی اور محسن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ کیوں وقت پر حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں کا مددگار نہ ہوا۔ کیا حضرت علیؓ کے اندر تقویٰ اور مادۂ احسان مفقود تھا (یا شیعوں کے علی ہی کوئی اور تھے) یا کہ خدا نے ہی وعدہ خلافی کی، یا حضرت علی کا خدا ہی الگ خدا تھا۔ جس کے وعدے مومنوں کے ساتھ کسی اور رنگ میں پورے ہوا کرتے ہیں۔ ان کا سلسلہ تباہ ہو تو ہو، کافر اور منافق ان کو تمام عمر ایذا پہنچائیں، تو بے دریغ وہ اس کے نبیؐ کے لائے ہوئے دین کو تبدیل کر دیں تو کوئی پرواہ نہیں لیکن اس خدا میں ذرا بھی حرکت اور جنبش پیدا نہیں ہوتی۔ وہ خدا جو قرآن کریم میں فرماتا ہے "ما کان اللہ لیذر المؤمنین علیٰ ما انتم علیہ حتّٰی یمیز الخبیث من الطّیّب" اس نے حضرت علیؓ کو ان کافروں اور منافقوں کے مقابلہ میں باوجود ان کے طیّب ہونے کے کامیاب و کامران کیوں نہ کیا۔ اس کا فرض تھا کہ مومنوں اور کافروں میں فرق بیّن کر کے تمام لوگوں پر اپنی حجت پوری کرتا۔ لیکن ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالےٰ نے ان تمام وعدوں کو پورا کیا۔ آنحضرت صلعم کے بعد حضرت ابوبکرؓ بمنشاء الٰہی خلیفہ ہوئے اُن کے زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے معاً بعد ارتداد کا طوفان بپا ہوا۔ مختلف اطراف سے مختلف لوگوں نے دعویٰ نبوت کر کے مسلمانوں کی طاقت کو کمزور کرنا چاہا۔ اور یہود و نصاریٰ نے لشکر کشی کی۔ غرضیکہ اسلام اس وقت اس کس مپرسی کی حالت میں تھا کہ دشمن ہر لحظہ اس کی عمارت کے گرنے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ مگر خدا نے ابوبکرؓ کی مدد کی اور تمام باغی سرکش یا تو دوبارہ مسلمان ہو گئے اور یا مارے گئے اور ان کے زمانہ میں اسلام عرب کے باہر دیگر ممالک میں پھیلا۔ لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے۔ مسلمانوں کی ایک آواز تھی۔ قرآن جیسی نعمتِ عظمےٰ انہیں کے ہاتھوں ہم تک پہنچی ہیں اگر ہم حضرت اصحاب ثلاثہؓ کو خلیفہ نہ مانیں تو ہمیں تسلیم کرنا پڑیگا کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی خلافت نہیں ہوئی۔ اور (نعوذ باللہ) آپ کی قوتِ قدسیہ اپنی اُمت کے اندر اتنی بھی روحانیت اور ایمان پیدا نہ کر سکی جتنی کہ پہلے چھوٹے سے چھوٹے نبی پیدا کرتے چلے آئے۔ کیونکہ ایک معترض کی نظر میں خلفاءِ ثلاثہ بوجہ غاصب ہونے کے خلیفہ نہ ٹھہرے۔ اور ان کے ہاتھوں جو فتوحات اور قوت و غلبہ اسلام کو حاصل ہوا، وہ بھی ... بہان کے کفر کے اسلام کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ اور حضرت علیؓ گو عند الشیعہ خلیفہ بلا فصل تھے لیکن ان کے ذریعہ وہ وعدے پورے نہ ہوئے جو خدا نے خلفاء سے کئے ہیں۔ اور آیاتِ قرآنیہ:-

(۱) "یثبت اللہ الّذین اٰمنوا بالقول الثّابت فی الحیٰوۃ الدّنیا و فی الاٰخرۃ و یضلّ اللّٰہ الظّٰلمین و یفعل اللہ ما یشآء"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترجمہ:۔ کہ خدا مومنوں کو قوی حجت کے ساتھ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی غالب اور ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالم لوگوں کو ان کے مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دیتا۔

(۲) "الذین اٰمنوا و کانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الاٰخرۃ لا تبدیل لکلمٰت اللّٰہ ذٰلک ھو الفوز العظیم۔"

ترجمہ:۔ جو لوگ مومن اور متقی ہیں اُن کو دُنیا میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کلمات میں جو کبھی تبدیل نہیں ہو سکتے۔

کے مفہوم کے ماتحت بھی حضرت علیؓ خلیفہ نہیں ہو سکتے۔ (ایک معترض کی نظر میں) تو کس قدر افسوسناک امر ہے کہ جہاں شیعہ لوگ خلافت کو خیرباد کہتے ہیں وہاں حضرت علیؓ کو خلیفہ بلافصل تو کیا ان کو مومن بھی نہیں رہنے دیتے۔

ایک زبردست ثبوت اس امر کا کہ حضرت علیؓ خلیفہ بلافصل نہیں تھے یہ ہے کہ حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ کے بعد لوگوں نے جب خلیفہ بنانا چاہا تو انہوں نے بار بار انکار کیا یہاں تک کہ لوگوں نے انکی باصرار بیعت کی۔ چنانچہ صاحب منار الہدیٰ حضرت علیؓ کا خطبہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"حتّٰی اذا نقمتم علی عثمان اتیتموہ فقتلتموہ ثم جئتمونی لتبایعونی فابیت علیکم و اسکت یدی فنازعتمونی و بسطتم یدی فکففتھا و مددتموھا فقبضتھا وازدحمتم علیّ حتّٰی ظننت ان بعضکم قاتل بعض او انکم قاتلی فقلتم بایعنا لا نجد غیرک ولا نرضی الّا بک بایعنا لا نفترق ولا نختلف فبایعتکم ودعوت النّاس الی بیعتی فمن بایع طوعاً قبلتہ ومن ابی لم اکرھہ و ترکتہ۔" (منار الہدیٰ ص۳۷۳)

ترجمہ:۔ کہ اے لوگو! یہاں تک کہ تم نے عثمانؓ سے بدلہ لیا اور اس کو قتل کر ڈالا۔ اسکے بعد تم میرے پاس میری بیعت کرنے کے لئے آئے میں نے انکار کر دیا۔ اور اپنے ہاتھ کو روکے رکھا۔ لیکن تم نے میرے ساتھ تنازعت کی اور میرا ہاتھ پھیلایا۔ لیکن میں نے اس کو سمیٹ لیا۔ اور تم نے اس کو بڑھایا لیکن میں نے کھینچ لیا۔ اور تم میری طرف گروہ در گروہ آئے۔ یہاں تک کہ میں نے یقین کر لیا کہ تم آپس میں لڑ پڑو گے یا پھر مجھے قتل کر دو گے۔ اور تم نے کہا اے علی! ہماری بیعت لو۔ ہم تیرے سوا خلافت کا کسی کو اہل نہیں پاتے اور تیرے سوا کسی پر ہم راضی نہیں۔ ہماری بیعت لیجئے۔ ہم کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افتراق اور اختلاف نہیں کریں گے۔ پس میں نے تمہاری بیعت قبول کی اور دوسرے لوگوں کو بھی بیعت کی دعوت دی۔ پس جس نے بخوشی قبول کیا، کیا۔ اور جس نے میری بیعت کو ناپسند کیا اسکو مجبور نہیں کیا گیا بلکہ چھوڑ دیا۔

تعجب ہے کہ جب خدا نے انہیں ازل سے خلیفہ مقرر کیا ہوا تھا، انہیں تو فوراً ہی لوگوں میں اپنی خلافت اور بیعت کا اعلان کرنا چاہیئے تھا۔ کہ اے لوگو! مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور میرے سوا کوئی خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ اور خلیفہ اول، ثانی و ثالث کے زمانہ میں بھی انہیں اپنے فرض تبلیغ سے سبکدوش ہونے کے لئے لوگوں میں اپنی خلافت کا اعلان کرنے کے لئے ان کافروں کے خلاف جہاد کرنا چاہیئے تھا لیکن معاملہ اسکے برعکس ہے۔ لوگ انہیں خلیفہ بنانے کے لئے اصرار کرتے ہیں۔ اور وہ انکار کئے جاتے ہیں۔ آخر جب اپنے قتل کا خوف دامنگیر ہوتا ہے اسوقت انکی بیعت قبول کرتے ہیں۔

علاوہ اسکے حضرت علیؓ نے خلفاء ثلاثہ کے زمانہ میں لوگوں کو اپنی خلافت کیطرف دعوت نہیں دی اور نہ ہی اسکے خلاف جہاد کیا اور نہ ہی انکی بیعت سے اجتناب کیا جس طرح کہ امام حسینؓ نے کیا بلکہ وہ ان تینوں کافروں منافقوں کیساتھ ملحق رہے۔ انکی بیعت کی اور انکے افعال کی تعریف کرتے رہے۔ جیسا کہ آپؓ فرماتے ہیں:۔

"فتولی ابوبکر تلک الامور وسدد وقارب واقتصد وصحبته مناصحًا و اطعته فیما اطاع اللّٰہ فیه جاهدًا وما طمعت ان لو حدث به حدث وانا حیٌّ ان یردوا الی الامر الذی بایعته فیه طمع مستیقن ولا یئست منه یاس من لا یرجوه۔" (منار الہدیٰ صہ ۳۷۲)

ترجمہ:۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد) ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے انہوں نے خوب اصلاح کی اور میانہ روی اختیار کی اور میں انکے ساتھ محض بنیت خیر خواہی رہا۔ اور ان کی امور معروفہ میں پیروی کی۔ اور اس امر کی کبھی طمع نہ کی کہ اگر یہ صاحبؓ میرے جیتے جی مر گئے تو یہ خلافت میرے ہاتھ ضرور ہی آجائیگی۔ اور نہ ہی میں اس شخص کی طرح جس کو خلافت کی امید ہی نہ ہو اس سے مایوس ہوا۔

معلوم ہوا کہ حضرت علی کے وہم و گمان میں بھی خلیفہ بلافصل کا خیال نہ تھا۔ وگرنہ ان کا بوقت خلافت اس قسم کے تذبذب کا اظہار کرنا اور ابوبکرؓ کی بیعت کے بعد فرمانا کہ میں نے کبھی اس کی طمع نہیں کی تھی، کہ ضرور ہی خلافت مجھے مل جائے گی جبکہ خدا نے انہیں پیدائش خلق سے قبل ہی خلیفہ مقرر کر دیا تھا اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وصی بھی تھے کیا معنے رکھتا ہے۔ فتدبروا!

باقی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرکزِ سلسلہ قادیان۔ اسکی اہمیت اور ضرورت

(از جناب عبدالحئی صاحب واقفِ زندگی)

کسی مقام کی اہمیت کو سمجھنے سے قبل یہ ایک ضروری امر ہے کہ ہم اس کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کی حقیقت سے آگاہ ہوں۔ اسی طرح سے سلسلہ احمدیہ کے مرکز قادیان کی اہمیت کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے ہمیں پہلے یہ دیکھنا چاہئیے۔ کہ اِس مرکز کے ساتھ تعلق رکھنے والی جماعت کا کیا منصب مقرر کیا گیا ہے، اور خدا تعالےٰ نے اس جماعت کو اِس زمانہ میں کیوں چُنا ہے۔ جتنا جتنا جماعت اور اس کے بانی کی اہمیت ہمیں معلوم ہوگی، اسی قدر اُس کے مرکز کی اہمیت کا احساس ہمارے دلوں کے اندر پیدا ہوگا۔

اِس بات سے کوئی بھی حقیقی احمدی ناواقف نہیں ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالےٰ نے اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے اور دُنیا میں اسلام کو صحیح معنوں میں قائم کرنے کے لئے مبعوث کیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ مسلمانوں میں چند نقائص کو دُور کرنے کے لئے مبعوث نہیں کئے گئے، حضورؑ چند عقائد کی غلطی ہی کی اصلاح کے لئے کھڑے نہیں کئے گئے، حضورؑ صرف چند لوگوں کو ہی اپنے گرد اکٹھا کرنے کے لئے نہیں بھیجے گئے، اور حضرتؑ صرف ایک قوم کی طرف ہی ہادی بنا کر نہیں بھیجے گئے بلکہ حضورؑ اسلام کو اپنی پوری شوکت کے ساتھ دُنیا میں قائم کرنے اور روحانیت کو از سرِ نو لوگوں کے دلوں میں جاگزیں کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کئے گئے ہیں۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے اپنے اِس محبوب کے متعلق فرمایا۔ یقیم الشریعۃ و یحی الدین (تذکرہ صفحہ ۲۱۸)۔ کہ شریعت کو قائم کریگا اور دین کو زندہ کرے گا۔ پھر فرمایا "ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں" (تذکرہ صفحہ ۱۹۶) پھر حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اِس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور بُرہان کی رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشیگا وہ دِن آرہے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دُنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا۔ خدا اِس مذہب اور اِس سلسلہ میں نہایت درجہ و فوق العادت برکت ڈالیگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور پھر ہر ایک کو جو اسکے معدوم کرنیکی فکر رکھتا ہے نامراد رکھیگا ۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہیگا ۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی ۔ . . . . . اور دُنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا ۔ اور ایک ہی پیشوا ۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں ۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا ۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھُولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے ۔" (تذکرۃ الشہادتین ص۶۴ ۔ ۶۵)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مقام کے متعلق فرماتے ہیں :۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے ۔ اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں ۔ مَیں آدمؑ ہوں ، مَیں شیثؑ ہوں ، مَیں نوحؑ ہوں ، مَیں ابراہیمؑ ہوں ، مَیں اسحاقؑ ہوں ، مَیں اسمٰعیلؑ ہوں ، مَیں یعقوبؑ ہوں ، مَیں یوسفؑ ہوں ، مَیں موسےٰؑ ہوں ، مَیں داؤدؑ ہوں ، مَیں عیسےٰؑ ہوں ، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا مَیں مظہر اتم ہوں یعنی ظلّی طور پر محمد اور احمد ہوں ۔"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے فرمایا "جری اللہ فی حلل الانبیاء" ۔ یعنی ہمارا یہ مرسل تمام گذشتہ نبیوں کے لباس میں اور ان کی صفات سے متصف ہو کر آیا ہے (تذکرہ ص۷۹)

اِس الہام کی تشریح میں حضورؑ فرماتے ہیں :۔

"آخری زمانے کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہوگا تا یہ امت مرحومہ دوسری امتوں سے کسی بات میں کم نہ رہے ۔ پس اُس نے مجھے پیدا کرکے ہر ایک گذشتہ نبی سے اس نے مجھے تشبیہ دی ۔ . . . . گویا تمام انبیاءِ گذشتہ اِس امت میں دوبارہ پیدا ہوگئے ۔" (نزول المسیح ص۴)

پھر فرماتے ہیں :۔

"مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا ۔ مَیں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں ۔ اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں ۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے ۔" (کشتی نوحؑ ص۵۶)

"مَیں اپنے رب کی طرف سے ... مقام پر نازل ہوا ہوں ، جس کو انسانوں میں سے کوئی نہیں جانتا اور میرا بھید اکثر اہل اللہ سے بھی پوشیدہ اور دُور تر ہے قطع نظر اس کے کہ عام لوگوں کو اس سے اطلاع ہو ۔ . . . . . پس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ قیاس مت کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ ۔" (ترجمہ از عربی عبارت خطبہ الہامیہ ص۱۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس جماعت کا مقصد اِس قدر بلند ہو، جس کا بانی اِس بلند مقام پر ہو۔ اس کے مرکز کی اہمیت کا اندازہ لگانا ہمارے لئے نہایت ہی آسان ہوجاتا ہے۔ کوئی احمدی جس میں معمولی سی بھی سمجھ ہو اور جس کے دل میں تھوڑا سا اخلاص بھی باقی رہ گیا ہو، مندرجہ بالا عبارتوں کو پڑھنے کے بعد ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ جس جماعت کو خدا تعالےٰ نے اِس بلند مقام پر کھڑا کیا ہے، جس انسان کے ذریعہ سے خدا نے دُنیا میں انقلاب برپا کرنے کا ارادہ کیا ہے، جس کے ذریعہ سے خدا نے نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کا تہیہ کیا ہے، اور جس کو خدا نے اپنی عظیم الشان نعمتوں اور فضلوں سے نوازا ہے اُس کا مرکز کوئی معمولی مرکز نہیں ہوسکتا۔

جس مقام پر خدا کا یہ نور نازل ہوا، جس مقدس جگہ پر خدا نے اپنے مسیح کو اِن الفاظ میں مخاطب کیا کہ تو "جری اللہ فی حُلل الانبیاء" ہے کیا وہ مقام کوئی معمولی مقام ہے؟ پس قطع نظر اور دلائل کے ایک عاقل کے لئے صرف یہی دلیل مرکزِ احمدیت یعنی قادیان کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ خدا نے اس جماعت کو ایک خاص مقصد کے لئے چُنا ہے جو اس مقام سے تعلق رکھتی ہے لیکن ہمارے پاس صرف یہی دلائل نہیں، بلکہ خدا کی وحی نے صاف اور واضح الفاظ میں اس مقام کی عظمت کو ظاہر کیا۔ اور جس طرح سورج کو دیکھ کر صرف اندھا ہی اس کے وجود سے انکار کرسکتا ہے اس طرح سے خدا کی اس پاک وحی کو پڑھنے یا سُننے کے بعد ایک روحانی بینائی سے محروم ہی قادیان کی عظمت سے انکار کرسکتا ہے۔

قادیان کا نام وحی مقدس میں

اللہ تعالےٰ نے حضور پر وحی نازل فرمائی "انا انزلناہ قریباً من القادیان۔ وبالحق انزلناہ و بالحق نزل۔ صدق اللہ و رسولہ وکان امراً مفعولاً۔" یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔ اور ضرورت حقہ کیساتھ اُتارا ہے، اور بضرورت حقہ اترا ہے۔ خدا اور اس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔"

"یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو اس شخص کے ظہور کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث . . . . . . میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدا تعالیٰ اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے۔ چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات میں درج ہو چکا ہے۔ اور فرقانی اشارہ اس آیت میں یہ ہے۔ ھوالذی ارسل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسولہٗ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ "

(براہین احمدیہ ص ۴۹۸)

پھر فرمایا:۔

"کشفی طور پر مَیں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر صاحب میرے قریب بیٹھکر باوازِ بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا۔ کہ انّا انزلناہ قریبًا من القادیان۔ تو مَیں نے سُن کر بہت تعجب کیا۔ کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہُوا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہُوا ہے۔ تب مَیں نے نظر ڈالکر جو دیکھا تو معلوم ہُوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقعہ پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب مَیں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے۔ اور مَیں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکّہ اور مدینہ اور قادیان۔" (ازالہ اوہام ص ۷۶،۷۷)

حضرت مسیح موعودؑ اس کی تشریح میں دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"اب اس رسالہ کی تحریر کے وقت (خطبہ الہامیہ۔ ناقل) میرے پر یہ منکشف ہُوا کہ جو کچھ براہین احمدیہ میں کشفی طور پر مَیں نے دیکھا یعنی یہ کہ اُس کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے۔ درحقیقت یہ صحیح بات ہے۔ کیونکہ یہ یقینی امر ہے کہ قرآن شریف کی یہ آیت کہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً مّن المسجد الحرام الی المسجدِ الاقصی الذی بارکنا حولہ معراج مکانی و زمانی دونوں پر مشتمل ہے۔ اور بغیر اس کے معراج ناقص رہتا ہے۔ پس جیسا کہ سیر مکانی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا ایسا ہی سیر زمانی کے لحاظ سے آنجناب کو شوکتِ اسلام کے زمانے سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا برکاتِ اسلامی کے زمانے تک جو مسیح موعودؑ کا زمانہ ہے پہنچا دیا پس اِس پہلو کی رُو سے جو اسلام کے انتہا زمانہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر کشفی ہے مسجد اقصےٰ سے مراد مسیح موعودؑ کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے۔ مبارکٌ و مبارکٌ وکلّ امرمبارکٍ یجعل فیہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقعہ ہوا قرآن شریف کی آیت بارکنا حولہٗ کے مطابق ہے۔ پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے۔"

پس وہ مبارک بستی جس کا ذکر خدا کی تازہ وحی میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی موجود ہو۔ اور جس کا ذکر خدا کی مقدس کتاب قرآن شریف میں اشارۃً کیا گیا ہو یقیناً ایک خاص بستی ہے۔

قادیان میں لوگوں کی آمد کی پیشگوئی

ابھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ماموریت کا دعویٰ بھی نہیں کیا تھا جو حضورؑ کو الہام ہوا۔ یاتون من کل فج عمیق۔ وسع مکانک۔ یاتیک من کل فج عمیق (تذکرہ ص۲۵) یعنی لوگ اس کثرت سے آئیں گے کہ آنیوالے لوگوں کے راستوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔ اپنے مکان کو وسیع کر۔ تیرے پاس لوگ اس کثرت سے آئیں گے کہ آنے والے لوگوں کے راستوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔

یہ الہام اس وقت ہوا جب حضورؑ نے ماموریت کا دعویٰ تک بھی نہیں کیا تھا۔ اور پھر اس کے بعد حضورؑ کو کئی دفعہ یہ الہام ہوا۔ اور بعد کے واقعات نے اس پیشگوئی کی عظمت کو نہایت صفائی سے پورا کر دیا۔ اور ابھی تو ابتداء ہے۔ دُنیا دیکھے گی کہ خدا کس طرح اپنے مامور کی پیشگوئی کے ماتحت لاکھوں لوگوں کو اس مبارک بستی میں لائے گا۔

اہلِ پیغام پر افسوس ہے کہ وہ مقام جس میں ہر سال خدائے برتر و قدوس کی بتائی ہوئی خبر کے مطابق ہزاروں لوگ دیوانہ وار جمع ہوتے ہیں۔ اور ہر سال ان آنے والوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ اسی مقام کو وہ ترک کر رہے ہیں۔ اور اپنے عمال سے خدا کی اس پیشگوئی کو جھوٹی ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر خدا کی باتوں کو کون رد کر سکتا ہے۔ یہ مقام بڑھیگا، پھلیگا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو خدا کی اس بتائی ہوئی خبر کو پورا ہونے سے روک سکے۔ مبارک وہ جو خدا کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

پھر حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"قادیان ہی وہ شہر ہے۔ جہاں اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے اسلام کی تجدید اور جملہ ادیان عالم پر اسے کامل غلبہ دینے کی بُنیاد رکھی۔ یہ اسلام کا مضبوط قلعہ ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پناہ گزیں ہوگئے ہیں قلعہ ہند میں[۵]۔"

۵؎ الحکم جلد ۷ نمبر ۴۶، ۴۷، ۴۸ پرچہ ۱۷، ۲۴ دسمبر ۱۹۰۳ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر فرمایا :-

"ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم - انّہٗ اوی القریۃ - یعنی خدا نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اِس بلائے طاعون کو ہرگز دُور نہیں کریگا جب تک لوگ ان خیالات کو دُور نہ کرلیں جو ان کے دلوں میں ہیں یعنی جبتک وہ خدا کے مامور اور رسول کو نہ مان لیں - تب تک طاعون دُور نہیں ہوگی اور وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھیگا - تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔" (دافع البلاء ص)

اِسی صفحہ کے حاشیہ حضورؑ تحریر فرماتے ہیں :-

"اَوٰی عربی لفظ ہے - جس کے معنے ہیں تباہی اور انتشار سے بچانا - اور اپنی پناہ میں لے لینا - یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ طاعون کی قسموں میں سے وہ طاعون جو سخت بربادی بخش ہے جس کا نام طاعون جارف ہے یعنی جھاڑو دینے والی طاعون جس سے لوگ جا بجا بھاگتے ہیں اور کتّوں کی طرح مرتے ہیں - یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے - پس اِس کلام الٰہی میں یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہیں ہوگی۔"

حضورؑ فرماتے ہیں :-

زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

پھر فرماتے ہیں :- "یہ اس کے رسول کی تخت گاہ ہے۔" (کشتی نوح ص)

تخت گاہ دارالخلافہ کو کہتے ہیں - پس اِس کا مطلب صاف ہے - کہ اس رسول کے ذریعہ دُنیا میں جو روحانی حکومت قائم کیجائے گی اس کا مرکز اور دارالخلافہ یہی مقام ہوگا - اس بات کو ایک پرائمری کا طالب علم بھی جانتا ہے - کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں شہر فلاں ملک کا دارالخلافہ ہے تو اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اس مُلک کی حکومت کا مرکز اس شہر میں قائم ہے - اور وہیں سے تمام احکام کا نفاذ ہوتا ہے تو کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتنا بھی علم نہ تھا کہ تخت گاہ سے کیا مُراد ہے ؟ اور کیا حضورؑ نے یونہی ان الفاظ کو بیان فرمایا تھا ؟

حضورؑ اِس مقام کی حُرمت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"جیسے روشنی میں سیاہ دل چور نہیں ٹھہر سکتا ویسے ہی اس مقام میں جو تجلیات اور انوارِ الٰہی کا مرکز ہے کوئی سیاہ دل خائن بہت مدت تک نہیں ٹھہر سکتا۔"

(بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء)

پھر فرماتے ہیں :۔

"یروشلم سے مراد بیت المقدس نہیں۔ بلکہ وہ مقام ہے جس سے دین کے زندہ کرنے کے لئے الٰہی چشمہ جوش مارے گا۔ اور وہ قادیان ہے جو خدا تعالےٰ کی نظر میں دار الامان ہے۔" (نزول المسیح حاشیہ صہ ۴۲)

اصحاب الصّفّہ

ماموریت کے دعوے سے کئی سال قبل حضور کو الہام ہوا۔ "اصحاب الصّفّہ وما ادراك ما اصحاب الصّفّہ۔ تریٰ اعینہم تفیض من الدمع یصلّون علیك۔" (تذکرہ صہ ۵۱) حضورؑ نے اس کا جو ترجمہ فرمایا وہ یہ ہے :۔

"اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجروں میں آکر آباد ہوں گے۔ وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصفّہ کہلاتے ہیں۔ اور تو کیا جانتا ہے کہ وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہوں گے۔ جو اصحاب الصفّہ کے نام سے موسوم ہیں۔ وہ بہت قوی الایمان ہوں گے۔ تو دیکھیگا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔ وہ تیرے پر درود بھیجیں گے۔" (تذکرہ صہ ۵۱)

دوسرے موقعہ پر حضورؑ اسی الہام کے متعلق فرماتے ہیں :۔

"خدا تعالےٰ نے انہیں اصحاب الصفّہ کو تمام جماعت میں سے پسند کیا ہے اور جو شخص سب کچھ چھوڑ کر اس جگہ آباد نہیں ہوتا اور کم سے کم یہ تمنا دل میں نہیں رکھتا، اس کی حالت کی نسبت مجھ کو بڑا اندیشہ ہے کہ وہ پاک کرنے والے تعلقات میں ناقص نہ رہے اور یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ اور ان لوگوں کی عظمت ظاہر کرتی ہے کہ جو خدا تعالےٰ کے علم میں تھے۔ کہ وہ اپنے گھروں اور وطنوں اور املاک کو چھوڑیں گے اور میری ہمسائیگی کے لئے قادیان میں بود و باش کریں گے۔" (تریاق القلوب صہ ۶۰)

پھر فرماتے ہیں :۔

"انسانی عادت اور اسلامی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ مومن کسی ذوق کے وقت اور کسی مشاہدہ کرشمۂ قدرت کے وقت درود بھیجتا ہے۔ سو یصلّون علیك کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فقرے میں اشارہ ہے کہ وہ لوگ جو ہر دم پاس رہیں گے وہ کئی قسم کے نشانات دیکھتے رہیں گے۔ پس ان نشانوں کی تاثیر سے بسا اوقات اُن کے آنسو جاری ہو جائیں گے اور شدتِ ذوق اور رقت سے بے اختیار درود ان کے مُنہ سے نکلیگا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آرہا ہے۔ اور یہ پیشگوئی بار بار ظہور میں آرہی ہے" (اربعین ۲ ص۴)

منارۃ المسیح حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"قدیم سے مسیح موعود کا مقام اس بلند مینار پر قرار دیا گیا ہے۔ جس سے بڑھکر اور کوئی عمارت اونچی نہیں۔ اسی کی طرف براہین احمدیہ کے اس الہام میں اشارہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منارِ بلند تر محکم افتاد۔ ایسا ہی مسیح موعود کی مسجد بھی مسجد اقصےٰ ہے۔ کیونکہ وہ صدر اسلام سے دُور تر اور انتہائی زمانہ پر ہے۔ اور ایک روایت میں خدا کے پاک نبیؐ نے یہ پیشگوئی کی تھی۔ کہ مسیح موعود کا نزول مسجد اقصےٰ کے مشرقی مینارہ کے قریب ہوگا۔" (اشتہار چندہ منارۃ المسیح ص۲ و ۳)

اس مینارہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۳ء میں رکھی۔ مگر خدا تعالےٰ کی مشیت کو دیکھو کہ اس کی تکمیل خلافتِ ثانیہ کے زمانے میں ہوئی۔

بیت الذکر بیت الفکر خدا کی وحی نے فرمایا:۔

"الم نجعل لك سهولة فى كلّ امرٍ بيت الفكر وبيت الذكر ومن دخله كان آمنًا۔ (ترجمہ) کیا ہم نے ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی کہ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا فرمایا۔ اور جو شخص بیت الذکر میں باخلاص وقصدِ تعبد و صحتِ نیت و حسنِ ایمان داخل ہوگا وہ سوءِ خاتمہ سے امن میں آجائیگا۔"

بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کیلئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے۔ اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے کہ جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے۔ اور آخری فقرہ مذکورہ بالا اسی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔ جسکے حروف سے بنائے مسجد کی تاریخ بھی نکلتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ مبارک مبارک وكلّ امرٍ مبارك يجعل فيه۔ یعنی یہ مسجد برکت دہندہ اور برکت یافتہ ہے اور ہر ایک امر مبارک اس میں کیا جائے گا۔ (تذکرہ ص۱۰۷، ۱۰۸)

اور پھر فرماتے ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"اس مسجد مبارک کے بارے میں پانچ مرتبہ الہام ہوا۔ منجملہ ان کے ایک نہایت عظیم الشان الہام ..... فیہ برکات للناس و من دخلہ کان اٰمنًا"

(مکتوبات جلد اول صفحہ ۵۵)

یہ عبارتیں کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ مسجد اقصیٰ کے متعلق بھی پہلے حوالہ درج کیا جا چکا ہے۔ اور مسجد مبارک کے متعلق جو بشارتیں تھیں وہ بھی اس جگہ آ گئی ہیں۔ غور کے قابل بات ہے کہ وہ مقام جس کی مساجد کو اتنی برکت دی گئی ہو، کہ ایک ان میں سے ایسی مسجد ہو جس کا قرآن مجید میں ذکر ہو اور دوسری ایسی ہو جس میں اخلاص سے داخل ہونے والوں کے لئے بشارتیں ہوں۔ کیا وہ مقام اس قابل ہے کہ اُسے چھوڑ کر کسی دوسرے مقام کو برتر بنایا جائے۔ یہ عبارتیں اور خدا تعالیٰ کی یہ واضح بشارتیں ایک صاف باطن شخص کے سامنے سورج کی طرح چمکنے والی اور قادیان کی عظمت کو ظاہر کرنے والی ہیں۔

پھر اسی پر بس نہیں، بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا سے وحی پاکر یہ خبر دی کہ یہ چھوٹی بستی بہت بڑھے گی اور بیاس تک پھیلے گی۔ پھر ایک اور بہت بڑا ثبوت جو قادیان کے مرکز سلسلہ پر ہے وہ وصیت کا نظام ہے۔

خدا کے مامورؑ نے ۱۹۰۵ء میں اپنی وفات کی خبریں پاکر ایک رسالہ شائع کیا جو الوصیت کے نام سے مشہور ہے حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"اور مجھے ایک جگہ دکھلائی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ جو چاندی سے زیادہ چمکتی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

"اور چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں۔ اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنزل فیھا کل رحمۃ۔ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"یہ ضروری ہوگا کہ مقام اِس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ کیونکہ خدا نے اِس مقام کو برکت دی ہے۔"

آئندہ آنیوالے عذابوں میں پناہ گاہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ نے دُنیا کو حیرت انگیز اور نہایت ہی خوفناک عذابوں کی خبر دی۔ ایسے عذاب جن کی دُنیا میں نظیر نہیں تھی۔ اور پھر ساتھ ہی اپنی جماعت کے لوگوں کو تسلی دی کہ ان میں سے جو لوگ ان مصائب، سے قبل خدا کے حضور عاجزی سے پکاریں گے وہ ان مصائب سے محفوظ کئے جائیں گے۔ اور قادیان کے متعلق فرمایا:۔

"آئندہ موسم بظاہر وہی معلوم ہوتا ہے۔ جو کچھ الہاماً معلوم ہوا تھا۔ وہ خبر بھی اندیشہ ناک ہے۔ . . . . دن بہت خطرناک ہیں . . . . . مجھے تو یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ دن دُنیا کے لئے بڑی بڑی مصیبتوں اور موت اور دُکھ کے دن ہیں۔ . . . . مجھے اِس بات کا خیال ہے کہ اِس شورِ قیامت کے وقت جس کی مجھے الہام الٰہی سے خبر ملی ہے حتی الوسع اپنے عزیز دوست قادیان میں ہوں۔"

یہ عظیم الشان عذاب حضورؑ کی وفات کے بعد آئے اور آج دُنیا پھر ایک ہیبتناک جنگ کا نظارہ دیکھ رہی ہے۔ ابھی پتہ نہیں دُنیا کے لئے اور کیا کیا مقدر ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ جس خدا کے فرستادہ نے یہ خواہش کی تھی کہ ایسے عذابوں کے وقت اپنے عزیز دوست قادیان میں ہوں ہمارے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی آج سے کافی دیر پہلے جماعت کے دوستوں کو یہ تحریک کی تھی، کہ وہ اِن پُر خطر ایام میں قادیان آکر رہنے کی کوشش کریں۔ اور اگر خود ملازم ہیں یا اور کاروبار میں لگے ہوئے ہیں تو اپنے بیوی بچّوں کو ضرور قادیان بھیجیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قادیان کے متعلق یہ عظیم الشان بشارتیں بالکل واضح ہیں۔ مختصر یہ کہ قادیان وہ مقام ہے جس میں خدا کا نور اِس غرض سے نازل ہوا تا دوبارہ دُنیا میں اسلام قائم کیا جائے۔ اور اسلام کو وہ غلبہ نصیب ہو کہ ساری دُنیا میں پرچم اسلامی لہرا رہا ہو۔ اندھی دُنیا جو روحانیت سے کوسوں دُور جا رہی ہے، پھر سے روحانی پانی سے سیراب ہو۔

قادیان وہ مقام ہے جس میں خدا کا وہ مرسلؑ پیدا ہوا، بڑھا، پھلا اور پھولا اور پھر خدا نے اُسے اس مقام پر کھڑا کیا کہ اُسے جری اللہ فی حلل الانبیاء کا خطاب دیا۔

قادیان وہ مقام ہے جس کے متعلق خدا نے یہ فرمایا۔ کہ دُور دراز ملکوں سے نہایت کثرت سے یہاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگ آئیں گے۔ قادیان وہ مقام ہے جس کے متعلق اشارۃً خدا کی پاک کتاب قرآن مجید میں ذکر ہے۔ قادیان وہ مقدس مقام ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا کی وحی کے مطابق مکہ اور مدینہ کے بعد مقدس قرار دیا ہے۔

قادیان ہی وہ بستی ہے جس میں اخلاص سے رہنے والوں کو خدا نے اپنے الہام میں اصحاب الصُّفّہ کے نام سے یاد فرمایا ہے۔

قادیان ہی وہ مقام ہے جس کی مساجد بھی خدا تعالےٰ کے نشانوں میں سے عظیم الشان نشان ہیں۔ ان میں سے مسجد اقصےٰ کا ذکر تو خدا کی کتاب میں ہے۔ اور مسجد مبارک کے متعلق یہ فرمایا گیا۔ کہ مبارِکٌ ومبارَکٌ و کُلُّ امر مبارکٍ یجعل فیہ۔

قادیان ہی وہ مقام ہے جس کو امام آخر الزمانؑ نے "خدا کے رسول کی تخت گاہ" قرار دیا ہے۔ قادیان ہی وہ جگہ ہے جسے حضورؑ نے انجمن کا مستقل مقام قرار دیکر اس کی مرکزی حیثیت کو بالکل واضح کر دیا ہے۔

اگر اِن باتوں کے باوجود بھی کوئی جگہ مرکز کہلانے کی مستحق نہیں، تو پھر ہم اپنے مخالفین سے پوچھتے ہیں کہ وہ کونسے شواہد اور قرائن ہیں جن سے کسی مقام کی اہمیت اور مرکزیت ثابت ہو؟ کیا مندرجہ بالا الہامات کی روشنی میں ایک سیکنڈ کے لئے بھی ایک معمولی سمجھ رکھنے والا انسان اس بات میں شک کر سکتا ہے۔ کہ واقعی اِس مقام کو خدا نے دُنیا کی اصلاح کے لئے چُنا ہے۔ نہ صرف یہ کہ خدا کی پاک وحی نے یہ باتیں قبل از وقت بتائیں بلکہ ہم ہر دم اپنی آنکھوں سے ان باتوں کو پُورا ہوتے دیکھتے ہیں۔ ہر سال ہزاروں لوگوں کا دیوانہ وار قادیان میں آنا ہمارے ایمانوں میں ایک غیر متزلزل مضبوطی پیدا کرتا ہے وہ بستی، جس میں رہنے والے ایک گمنام انسان نے آج سے کئی سال قبل دُنیا کو ایک پیغام دیا تھا جب کہ وہ تن تنہا تھا۔ آج اس پیغام کو سُننے والے ہزاروں کی تعداد میں یاتیک من کل فج عمیق کی پیشگوئی کو پُورا کرتے ہوئے اِس مبارک بستی میں آتے ہیں۔ اسی مقام سے دُنیا کے مختلف ممالک میں مبلّغین اسلام خدا کے نام کو پہنچانے کے لئے روانہ ہوتے ہیں۔ غرضیکہ ہر لحاظ سے یہ مقام اِس قابل ٹھہرتا ہے کہ اسے ایسی جماعت کا مرکز قرار دیا جائے۔

مرکز کی ضرورت

اِس بات کو سمجھنے کے لئے کہ جماعت احمدیہ کو ایک مرکز کی ضرورت ہے سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ مرکز دُنیا میں کیوں بنائے جاتے ہیں؟ سو مرکز کے معنے ہیں، کسی چیز کا وسطی حصہ۔ اور علم جیومیٹری کی اصطلاح میں اُس نقطہ کو کہتے ہیں جسکے گرد دائرہ گھومتا ہو، یا جس کے گرد مختلف خطوط مساوی فاصلہ پر واقع ہوں۔ یا جو نقطہ ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہی خط کے نصف میں واقع ہو۔ پس جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں جگہ کسی قوم کا مرکز ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قوم کو آپس میں ملانے، زندہ رکھنے اور اس کی قوتِ عملیہ کو صحیح رنگ میں لانے کے لئے کسی خاص حصّہ کو متعین کیا جاتا ہے۔ مثلاً ہم یہ کہتے ہیں کہ لنڈن سلطنتِ برطانیہ کا مرکز ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سلطنت کے مختلف حصّوں میں جو جو قوانین رائج ہیں، جس جس قسم کے نظام رائج ہیں، روزمرہ حالات کے ماتحت جو طریقِ عمل اختیار کیا جاتا ہے وہ سب لنڈن سے جاری ہوتا ہے۔ اور لنڈن میں ایسا فرد یا افراد ہیں جو اِس تمام کام کو سرانجام دیتے ہیں۔ سلطنتِ برطانیہ کا وجود وابستہ ہے اپنے مرکز یعنی لنڈن سے۔ اور مرکزِ سلطنت یعنی لنڈن وابستہ ہے سلطنت سے۔ اگر مرکز نہ ہو تو کوئی سلطنت باقی نہیں رہتی۔ اور اگر سلطنت ٹوٹ جائے تو مرکز کا کام بھی ختم ہو جاتا ہے۔ پس یہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں۔

جس طرح سے انسانی زندگی کے لئے دَورانِ خون ضروری ہے۔ اور اِس دَورانِ خون کا مرکز دل ہے۔ اور جب دل کی حرکت بند ہوئی تو انسان کی مَوت واقع ہو جاتی ہے۔ بعینہٖ اسی طرح سے کسی قوم کا مرکز ہے۔ اسی مرکز سے قومی زندگی کا خون مُلک یا قوم کے مختلف حصّوں میں دَورہ کرتا ہے۔ اور اس مرکز کی حرکت کا بند ہو جانا یا کمزور ہو جانا قوم یا مُلک کی بربادی یا کمزوری پر دلالت کرتا ہے۔ یہ طریق اِس زمانے میں ہی رائج نہیں ہے، بلکہ جب سے دُنیا کا نظام شروع ہُوا ہے، یہی دستور العمل چلا آرہا ہے۔ آج بھی ہم وحشی سے وحشی اور غیر مہذب ممالک میں بھی کوئی نہ کوئی مرکز ضرور دیکھتے ہیں۔ خواہ وہ لوگ مرکز کے مفہوم سے ہی ناآشنا ہوں۔ اور خواہ وہ یہ جانتے ہی نہ ہوں کہ یہ ہمارا مرکز ہے۔ مگر عملاً ان کی زندگی کا دارو مدار کسی ایک یا بہت سے مقامات سے وابستہ نظر آتا ہے۔ جس طرح بچّہ بیعت کرتا ہے، خواہ اسے بیعت کے لفظ کا پتہ ہو یا نہ۔ اسی طرح قومی زندگی میں مرکز کا قیام ضروری ہے۔ خواہ کوئی وحشی قوم مرکز کے کام اور حقیقت سے ناآشنا ہی کیوں نہ ہو۔

اس کا ثبوت اِس بات سے مل سکتا ہے۔ کہ ہم کہیں چلے جائیں۔ ہمیں بعض مقامات اپنی آبادی کے لحاظ سے بعض دوسرے مقامات سے ممتاز نظر آتے ہیں اور ان کو شہر کے نام سے اور ان کے مقابل پر کم ممتاز اور غیر معروف مقامات کو دیہات کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے ایک شہر مختلف دیہات کے اعتبار سے ایک مرکز ہے۔ کیونکہ اس حصّہ مُلک کے بہت سے مذہبی، اقتصادی، تمدنی اور انتظامی حالات اس شہر سے وابستہ ہوتے ہیں

پس جب یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ کسی قوم یا مُلک کے لئے مرکز کا وجود اور اس کا استحکام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضروری ہے۔ اسی طرح سے روحانی سلسلہ میں بھی ایک مرکز کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ہمیشہ سے خدا تم ضلالت اور گمراہی کے زمانوں میں لوگوں کے دلوں میں از سر نَو نور ایمان پیدا کرنے کے لئے کسی مقام کو اور کسی انسان کو چُنتا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے اس مقام کو ہیڈ کوارٹر یا مرکز بنا دیتا ہے۔

جس طرح سے سورج کی کرنیں اپنے گرد و پیش کی تمام چیزوں کو منوّر کرتی ہیں، اسی طرح یہ نورانی سورج سب اطراف میں اپنی کرنیں بھیجتا ہے۔ جس طرح سے بیٹری کی شعاعیں ایک بلب سی نکلتی ہیں اور لالٹین کی روشنی ایک چھوٹی سی بتّی سے جاری ہوتی ہے اسی طرح سے روحانی روشنی ایک مرکزی نقطہ اور مرکزی مقام سے منتشر کی جاتی ہے۔

پس کسی مذہبی جماعت کا وجود بھی ایک مرکز سے وابستہ ہے اور اس مرکز کے بغیر اس جماعت کا کوئی وجود نہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں، کہ جماعت کو کامیاب کریں تو ہمارا یہ فرض ہونا چاہئے کہ ہم اپنی مرکزی طاقت کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنائیں۔

تاریخ سے واقف شخص بآسانی یہ بات سمجھ سکتا ہے۔ کہ دشمن جب کسی مُلک پر حملہ کرتا ہے، تو اس کا سارا زور اس بات پر صرف ہوتا ہے کہ کسی طرح اس مُلک کے مرکز اور اس مرکز کے تابع مراکز پر قبضہ کیا جائے۔ اور جب مرکز پر قبضہ ہو جائے تو قوم کی مقابلہ کی طاقت ٹوٹ جاتی ہے۔ آج کل تو فنونِ جنگ بہت بڑھ گئے ہیں مگر پچھلے زمانوں میں بعض دفعہ قوموں کی قسمت کا فیصلہ کسی مرکزی شہر کی فتح یا شکست پر منحصر ہو جایا کرتا تھا۔ اسی لئے ہر قوم ہمیشہ ہی اپنے مرکز کو زیادہ سے زیادہ مضبوط اور دشمن کے حملہ کا مُنہ توڑ جواب دینے کے قابل بنایا کرتی تھی۔

پس مرکز کا قیام اور اس کا استحکام ایک جماعت کے لئے ضروری چیز ہے۔

آج خدا تعالےٰ نے پھر ایک بار دُنیا کو نورِ ہدایت سے منوّر کرنے کا تہیّہ کیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالےٰ نے ساری دُنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا تھا۔ گو اُس زمانہ میں تکمیلِ شریعت کا کام تو بیشک ہوا۔ مگر تکمیل تبلیغ و اشاعت کا کام حضرت مسیح موعود کے لئے ہی مخصوص تھا۔ آج پہلی دفعہ دُنیا یہ نظارہ دیکھے گی، کہ ساری دُنیا ایک ہی چشمہ سے سیراب ہو رہی ہے (سوائے شاذ و نادر لوگوں کے) اس سے پہلے اس دُنیا میں ایسا کبھی نہیں ہُوا۔ پس ہمارے ذریعہ سے تاریخِ عالم میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اپنی ذات میں ایک پہلی مثال قائم کی جا رہی ہے۔ اور اس فرض کے لئے خدا تعالےٰ نے ایک گمنام بستی کو چُنا۔ ذٰلك فضل الله یؤتیه من یشآء والله ذو الفضل العظیم۔ پس اس بستی سے شمعِ ہدایت کی کرنیں سارے عالم کو منوّر کریں گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اسلامی شان و شوکت اسی جگہ سے ساری دُنیا میں پھیلے گی - خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کا مرکز اسی مقام کو ٹھہرایا ہے۔

جیساکہ اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نہایت واضح تحریریں، خدا تعالیٰ کی بشارتیں ایک اور ایک دو کی طرح اس مقدس بستی کو نئے دَور کا مرکز قرار دیتی ہیں۔ آج احمدیت کی ترقی وابستہ ہے اس کے مرکز سے۔ اس مرکز کا قیام اور اس کا استحکام [illegible] کی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ اور اسکے بغیر احمدیت ایک منٹ بھی قائم نہیں رہ سکتی۔ جس طرح قلب کی حرکت بند ہوجانے سے جسم مُردہ ہوجاتا ہے اسی طرح جماعت کے اِس مرکز کی مرکزی حیثیت کو توڑ دینے سے جماعت کی مَوت کا آنا ضروری ہے۔ مگر یہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اِس کام کا ذمہ خدا نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔

حیرت کی بات ہے۔ کہ اہلِ پیغام اس خدا کے مقرر کردہ مرکز کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ ابھی احمدیت اپنے آغاز میں ہی ہے۔ ابھی اِس کام کا ایک معمولی حصہ بھی نہیں ہوا، جس کا ارادہ خدا تعالیٰ نے کیا ہے۔ مگر یہ لوگ مرکز کو ترک کر چکے ہیں۔ یہ تو ممکن ہے کہ دُنیاوی مرکز تبدیل کردیا جائے۔ گو اس میں بھی کافی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مگر خدا کے مقرر کردہ مرکز کو کون توڑ سکتا ہے۔ کیا کسی کی طاقت ہے کہ وہ سورج کی روشنی کے مقابلہ میں ایک اپنا مرکز بنائے اور اس سے دُنیا کو منور کرے تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ جہاں سے الٰہی سورج کی کرنیں دُنیا کو منوّر کر رہی ہوں اس کے بالمقابل کسی اور مقام کو تلاش کیا جائے۔ لنڈن کی بجائے آکسفورڈ یا کیمبرج حکومت برطانیہ کے مرکز بن سکتے ہیں۔ کیونکہ جو کام اِس وقت لنڈن سے ہو رہا ہے وہی کام کیمبرج سے بھی ہو سکتا ہے۔ مگر الٰہی روشنی اور انوار جس جگہ نازل ہو رہے ہوں، ہم اپنی مرضی سے کسی اور جگہ کو اس کے مقابلہ میں مہبطِ انوارِ الٰہی نہیں بنا سکتے۔ کیونکہ یہ خدا کا فعل ہے۔ اور خدا کے فِعل کے مقابل فعل کرنا حد درجہ کی نادانی اور گستاخی ہے۔ خدا نے قادیان کو یہ برکت اور سعادت دی اور اب یہ برکت اور سعادت کسی دوسرے مقام کو اس کے طفیل سے ہی ملے گی۔ لیکن کون ہے جو اس کے مقابلہ میں کسی مقام کو کھڑا کرنے کی جرأت کرے۔ (سوائے اُن مقامات کے کہ جن کو پہلے سے اللہ تعالیٰ نے برکت دی)

حکومت اپنے دارالخلافہ کو بدل سکتی ہے اور خدا بھی مرکز کو بدل دیا کرتا ہے۔ مگر جہاں حکومت اپنے مرکز کو تبدیل کرتی ہے وہاں رعایا میں سے کسی فرد کی طاقت نہیں ہوتی، بلکہ خود حکومت ہی ایسا کرتی ہے۔ اسی طرح جب خدا ایک مرکز کو قائم کرتا ہے تو اس مرکز کو خدا تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہی دوسرے وقت میں بدلا کرتا ہے، نہ کہ کوئی اور طاقت۔ اور جو شخص یا اشخاص ایک اور مرکز کو قائم کرنا چاہیں وہ اپنے فعل سے خدا تعالےٰ کی حد درجہ گستاخی کا موجب بنتے ہیں۔

پس آج دُنیا میں اسلامی پرچم کو لہرانے کے لئے اور دُنیا کو اس نور سے منوّر کرنے کیلئے خدا کے قائم کردہ مرکز سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی اور اس مرکز کو اور اس مرکز کے ماحول کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنانے کی ضرورت ہے۔ تا خدا کا فضل ہم پر زیادہ سے زیادہ نازل ہو۔ اور ہم دُنیا کے لئے زیادہ سے زیادہ بہتری کا باعث بنیں۔

تبھی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار اپنی جماعت کے افراد کو قادیان آنے کی تلقین فرمائی اور اسی غرض سے احمدی احباب اکناف عالم سے سال میں ایک دفعہ دیار مسیح میں والہانہ انداز میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جمع ہوتے ہیں۔

ایک طرف تو خدا تعالےٰ انبیاء علیہم السلام کے ذریعے سے ایک مقام کو چُنتا ہے اور اس کو مرکز قرار دیتا ہے تو دوسری طرف خود انبیاء کو لوگوں میں ایک مرکزی حیثیت دی جاتی ہے۔ یعنی جس طرح نقطہ کے ارد گرد دائرہ گھومتا ہے اسی طرح سے اس ذات کے ساتھ لوگ دیوانہ وار تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کا وہ تعلق ان کو خدا کے قریب کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے ذریعے سے عشق و محبّت اور وفا کا ایک عجیب دلکش نظارہ ہمارے سامنے آتا ہے۔ لوگ اپنے قریبی سے قریبی رشتہ داروں، اپنی جائیدادوں اور اپنے اہل و عیال کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس نقطۂ مرکزی کے گرد پروانہ وار جمع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ الٰہی نور سے اُن کی پیاس کو دُور کرتا ہے۔ یہی وہ وجود ہوتے ہیں جن کے ذریعے سے لوگوں میں ایسی تبدیلی پیدا ہوتی ہے، جو کبھی ظاہری حکومت، قوانین اور دبدبہ سے نہیں ہو سکتی۔

لیکن یہ وجود دُنیا میں ہمیشہ نہیں رہا کرتے۔ ہاں اللہ تعالےٰ اپنے نور کو قائم رکھنے کے لئے اپنے انبیاء کی وفات کے بعد قدرت ثانیہ کے مظاہر کو کھڑا کرتا ہے۔ یہ لوگ بھی خدا کی محبّت میں سرشار اور نبی کی طرح انسان کی ہمدردی اور جذبۂ اصلاح کو اپنے اندر رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور انبیاء کی وفات کے بعد یہ لوگ نقطۂ مرکزی بن جاتے ہیں۔ یہ امر نہایت ہی عام فہم ہے کہ جانشین کا وہی کام ہوتا ہے جس کی جگہ پر وہ آتا ہے۔ اب یہ بات کس طرح سمجھ میں آسکتی ہے۔ کہ ایک نبی جو دُنیا میں رُوحانیت پھیلانے آتا ہے اس کے جانشین چند ممبران جو قوانین کے ضابطہ سے جماعت پر حکمرانی کرنا چاہتے ہیں بنیں؟ یقیناً جو نبی کا کام ہے وہی اُس کے جانشین کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوگا۔ جس طرح بنی الٰہی نور کو دُنیا میں پھیلاتا ہے، اُسی طرح اس کا جانشین بھی محرک، منتظم اور حاکم ہونا ضروری نہیں، بلکہ ایسے وجود کی ضرورت ہے جو اپنے روحانی جذب کی وجہ سے لوگوں کے لئے ایک نقطۂ مرکزی بن سکے۔

پس جہاں مقام کے لحاظ سے دُنیا کا مرکز قادیان ہے وہاں افراد کے لحاظ سے جماعت کا مرکز ان کا امام ہے۔ اور اس امام کا ہیڈکوارٹر یا مرکز وہی ہے جسے خدا نے مرکز قرار دیا ہے۔

اس سے یہ بات اچھی طرح ہمارے ذہن میں آجاتی ہے کہ خلیفہ کا وجود صرف ایک تنظیم اور حاکم کی حیثیت سے ہی نہیں، بلکہ خدا نے اُسے اس لئے کھڑا کیا ہے کہ تا اُس کے ساتھ تعلق قائم کرکے انسان اُس رُوحانیت کو حاصل کرے جسے بنی دُنیا میں لاتا ہے۔

بے شک نظام کے لحاظ سے بھی خلیفہ کا وجود ضروری ہے اور بہت ضروری ہے اور اس کے بغیر جماعت قائم ہی نہیں رہ سکتی۔ مگر اسی پر دارومدار قرار دینا اور اصل غرض یعنی روحانیت کو بھول جانا درست نہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ خلیفہ کا انتظام اور تنظیم کا کام بھی اسی رُوحانیت کے سانچہ سے ڈھل کر نکلتا ہے۔ اور اِن دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ ان لوگوں کی سیاست، تحمّل، تدبر اور انتظام سب ایک ہی نقطہ کے گرد چکّر لگاتے ہیں اور وہ منشاءِ الٰہی کو ہی دُنیا میں قائم کرتے ہیں۔ پس اِس لحاظ سے یہ چیزیں اس مقصد سے علیحدہ نہیں، بلکہ اس کا جزو اور حصّہ ہیں۔

پس ہمارے مرکز کی دو صورتیں ہیں ایک مقام اور ایک ذات مقام کے لحاظ سے ہمارا مرکز قادیان ہے۔ اور ذات کے لحاظ سے ہمارا مرکز ہمارا مطاع اور ہمارا امام ہے۔ اور یہ مرکز ہماری زندگی بلکہ دُنیا کی زندگی کے لئے ضروری ہے۔

مرکز کا ایک اور مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے اندر کشش اور جذب سے قوم کو اپنے ساتھ وابستہ کرتا ہے۔ چنانچہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے، کہ جب کسی قوم کا ایک مرکز قرار پاتا ہے تو دیر تک وہی مرکز رہتا ہے۔ سوائے اس کے کہ ایسی غیر معمولی وجوہ پیدا ہو جائیں کہ وہ مرکز ٹوٹ جائے بلکہ یہاں تک اس کا اثر ہوتا ہے کہ بعض دفعہ کئی قومیں بدل جاتی ہیں، مگر ہر ایک قوم اپنے سے پہلی قوم کے مرکز کو ہی برقرار رکھتی ہے۔

مثلاً ہندوستان میں مسلمانوں کے کئی خاندانوں نے حکومت کی، مگر اس تمام دورِ حکومت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں سوائے تھوڑے عرصہ کے حکومت کا مرکز دہلی ہی رہا۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ گو انگریزوں کی عملداری میں ایک وقت تک کلکتہ کو مرکزی حیثیت حاصل رہی، مگر پھر گورنمنٹ برطانیہ کو مجبوراً دہلی کو ہی اپنا مرکز قرار دینا پڑا

اسی طرح الٰہی سلسلوں میں بھی خدا تعالےٰ ایک مرکز کو قائم کرتا ہے اور پھر اس کے اندر کچھ ایسی کشش اور ایسا جذب رکھ دیتا ہے کہ لوگ اس مقام میں اپنی رُوح کی تسکین پاتے ہیں۔ اور خدا بھی اس مرکز میں بعض اور مقامات کو خصوصیت عطا فرماتا ہے، تا لوگوں کے ایمان اس خصوصیت کو دیکھ کر تازہ ہوں، اور تا وہ سمجھیں کہ ایک قادر و قیوم ہستی ہے جو اس کارخانہ کو چلا رہی ہے۔

جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے، قادیان میں بھی خدا تعالیٰ نے الٰہی طریقہ اختیار رکھا ہے۔ نہ صرف قادیان کو برکت دی گئی بلکہ اس سرزمین میں بعض اور مقامات کو بھی خاص طور پر اپنے فضلوں کا مورد بنایا ہے۔ جیسا کہ مسجد اقصےٰ، مسجد مبارک، دار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، منارۃ المسیح اور بہشتی مقبرہ۔ یہ مقامات سلسلہ کی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں، اور ان کے وجود سے جماعت کی روایات وابستہ ہیں۔ اس چیز کو قرآنی اصطلاح میں شعائر اللہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ایک ظاہری حکومت کے مرکز کے ساتھ تو غلط روایات بھی شائع ہو جاتی ہیں۔ لیکن روحانی سلسلہ کے مرکز کے ساتھ ایسی روایات قائم ہوتی ہیں جو خدا تعالےٰ کی ہستی کا زندہ نشان ہوتی ہیں۔ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب۔ کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے شعائر کی عزت کرتے ہیں تو یہ بات ان کے دلوں کے تقویٰ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس میں بھی راز ہے کہ تا لوگ اس مقدس مقام کے ساتھ زیادہ سے زیادہ منسلک ہوتے چلے جائیں اور انہیں ایسی نشانیاں نظر آئیں جو خدا کی قدرت اور اس کے منشاء کو یاد کرانے والی ہوں۔

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ خدا تعالےٰ کے یہ شعائر اللہ تو قادیان میں ہوں، مگر لوگ لاہور جا کر اپنی روحانی پیاس کو بجھائیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ خدا تعالےٰ مرکز کے علاوہ بعض اور مقامات میں بھی شعائر قائم کرتا ہے۔ لیکن ایک تو وہ اس کثرت سے نہیں ہوتے جس کثرت سے وہ مرکز میں ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ بھی درحقیقت مرکزی شعائر کے ظل کے طور پر کام دیتے ہیں۔ جیسے ایک دارالخلافہ کے ماتحت مختلف علاقوں کے لئے پھر مختلف مراکز مقرر کئے جاتے ہیں لیکن ان کی حیثیت دار الخلافہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے وجود سے ہی ہوتی ہے۔ اور شعائر اللہ ہونے کے لحاظ سے سب سے بابرکت جگہ وہ ہوگی جہاں ایک نبی نے اپنی عملی زندگی کا ایک کثیر حصہ گذارا ہو۔ ہاں اس نسبت سے جتنا جتنا وہ دوسرے مقامات پر رہا ہو وہ بھی شعائر میں شامل ہوتے جائیں گے۔ لیکن ان میں سب سے اہم وہی ہوگا جہاں اس کا زیادہ حصہ گذرا۔ اور وہی مرکز کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔

پس قادیان جماعت احمدیہ کا مرکز ہے۔ اس لئے کہ جب مختلف اطراف سے جماعت کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ قادیان آیا کریں گے تو وہ بہشتی مقبرہ، مسجد اقصٰے، مسجد مبارک اور دوسرے مقامات کو دیکھ کر اپنے ایمانوں کو تازہ کریں گے۔ اور ان انوار کے وارث ہوں گے جنہیں خدا تعالٰے دُنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے۔

پس قادیان ہی ہمارا مرکز ہے۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی۔ خدا نے اس جگہ سے چشمۂ ہدایت کو جاری کیا۔ موعودِ ادیانؑ جری اللہ فی حُلل الانبیاء کو اس چھوٹی سی بستی میں سے چُنا۔ اور اس مقام کی بہت سی جگہوں کو فوق العادت برکت دی۔ اسی مقام سے دُنیا میں ہدایت کی کرنیں ظلمت کو مٹا کر نور کو پھیلائیں گی۔ اے اللہ! تو ہم سب کو ان لوگوں میں سے بنا جو تیرے اس منشاء کو پُورا کرنے والے ہوں۔ آمین یا رب العٰلمین ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اُردو) سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سنہ ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیشِ نظر جاری فرمایا تھا:۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائے گا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرون ہند تین روپے اور بیرونِ ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپیہ لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیلِ زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہونی چاہیئے

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اُردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گزرتا ہے اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتر روپے	ایکسو چوالیس روپے	دوسو ستر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایکسو پچاس روپے
رُبع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چون روپے	نوے روپے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں

صرف پچیس۲۵ روپے میں!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں جو رسالہ ریویو کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں، صرف پچیس۲۵ روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہو گئی ہیں۔ اس لئے قیمت پچیس۲۵ روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

براہین احمدیہ مکمل	تریاق القلوب
کتاب البریہ	تحفہ گولڑویہ
آئینہ کمالاتِ اسلام	اربعین ہر چہار حصّہ
شہادۃ القرآن	نسیم دعوت
نور القرآن	تذکرۃ الشہادتین
ملفوظات	حقیقۃ الوحی
مسیح ہندوستان میں	لجۃ النور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ دوؔ روپے ارسال فرمائیں!

مینیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں ملک عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر قادیان سے شائع کیا)